www.novelsclubb.com
نفس
از قلم سمائکہ تنویر
IG / FB: NOVELSCLUBB

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

نفس

از قلم

سمائکہ تنویر

www.novelsclubb.com

ناول: نفس

مصنفہ: سمائکہ تنویر

قسط نمبر2:

تجھے اے حقیقت معتبر میری چاہتوں کا سلام ہے

مجھے زندگی کی خبر نہیں، میرا ہر خیال ہی خام ہے

میں رہا فریب میں مبتلا، مجھے جھوٹ سے رہا واسطہ

میری لزتوں نے مجھے کہا، تیرے ہاتھ دھوکے کا جام ہے

یہی ہر نفس کی مراد ہے، کہ یزید ہے یا زیاد ہے

جو مزید ہے یہ فساد ہے، یہاں ان کا کتنا مقام ہے

وہ امیر شہر خرید لے، کوئی رب کا قہر خرید لے

تو غریب زہر خرید لے، کہ ہر ایک زر کا غلام ہے

www.novelsclubb.com

یہ عجیب ڈھنگ، عجیب، لوگ، عجیب رنگ، عجیب روگ

یہ تیرے مزاج کی جا نہیں، تیرا جس نگر میں قیام ہے

یہاں کون جانے نفوس کو، کوئی کیا کرے گا خلوص کو

کہ ہے وعظ صرف جلوس کو یہی ایک دین کا کام ہے

وہ جو عزتوں کو بھی وار دے، وہی آپ اپنا نثار دے

وہی نزر جان کو ہار دے، یہی زندگی کا نظام ہے

آج موسم کافی خوشگوار ہو رہا تھا۔اس خوبصورت سی شام میں وہ سرخ رنگ کی لمبی قمیز کے ساتھ ہم رنگ ٹراوزر زیب تن کئے ساتھ ہی سیاہ رنگ کا اسکارف اور کوٹ پہنے سمندر کے کنارے چلتی کسی دلکش منظر کا حصہ لگ رہی تھی۔ہاتھوں کو کوٹ کی جیبوں میں ڈالے، اپنی جھیل سی نیلی آنکھیں ان لہروں پہ جمائے وہ بہت مہوسی کسی اور ہی دنیا میں گم نظر آتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"امل ؟؟ کہاں جارہی ہو؟"اس کے کنارے کی طرف جاتے قدم رکے۔آواز اس کے سماعت سے ٹکرائی تھی لیکن وہ اپنی جگہ بت بنی کھڑی رہی۔

"میں بلا رہی ہوں کب سے تمہیں۔"اسے آواز اپنے قریب آتی محسوس ہوئی۔

"کسی نے کیا خوب کہا ہے کیتھی۔"نیلی آنکھوں نے اپنے پاس آتی، جینز شرٹ میں ملبوس لڑکی کی باتوں کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔اس کی نظریں ابھی بھی سمندر کی لہروں پہ جمی تھی۔

"کیا؟"کیتھی اس کے ساتھ آکر کھڑی ہوگئی۔چھوٹے کٹے بالوں کو گردن کے ایک طرف ڈالے وہ اپنی چینی جیسی چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کہ یہ سمندر صرف تب تک ہی حسین لگتا ہے جب تک آپ کنارے پہ کھڑے رہو، کیونکہ جب اس کی گہرائی آپ کو اپنے اندر اتار لیتی ہے اس وقت سانس لینا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔بالکل ویسے ہی یہ دنیا بھی صرف تب تک ہی اچھی لگتی ہے

جب تک آپ اسے بند آنکھوں سے دیکھتے رہو، ورنہ جب جب یہ اپنی حقیقت کھول دیتی ہے تب تب انسان کو اس کا خوف اپنی لپیٹ میں ایسے لے لیتا ہے کہ زندہ رہنا بھی مشکل ہو جائے۔"

"اور یہ کس نے کہا ہے؟" کیتھی نے اپنے چھوٹے سے بیگ میں ڈالے کیمرے کو باہر نکالا اور اپنے سامنے موجود اس خوبصورت منظر کو اس میں اتارنے لگی۔

"امل دی گریٹ نے۔" امل نے اپنی نیلی آنکھوں سے دور تک پھیلے سمندر کا تعاقب کیا۔ اس جگہ آکر اسے ایک عجیب سا احساس ہوتا تھا۔ جیسے اسے یہاں آنا ہی تھا۔

www.novelsclubb.com

"امل کی باتیں کم از کم مجھے سمجھ نہیں آتی۔" کیتھی نے اب کیمرے کا رخ اس کی طرف کیا۔ سنجیدہ سے تاثر چہرے پہ لئے وہ بھی اسی منظر کا ایک حصہ لگ رہی تھی۔

"کیوں بلا رہی تھی تم مجھے۔" امل نے پہلی بار اس کی طرف گردن موڑ کر دیکھا۔ پیارے سے چینی نقوش والی کیتھی بہت ہی خوبصورت تھی۔ چھوٹے بال اور لمبا قد اس کی شخصیت کا ایک حصہ تھے۔

"بہت دیر ہو گئی ہے یار۔ اب گھر چلتے ہیں۔"

"بس تھوڑی سی دیر اور۔" امل نے دوبارہ سمندر کی طرف دیکھ کر کہا۔

"لنڈن کی ٹھنڈی ہواؤں نے شاید تمہارے ذہن پہ گہرہ اثر کیا ہے کیونکہ اگر ہم اگلے آدھے گھنٹے میں گھر نا پہنچے نہ تو تمہارے گھر والوں نے میرا آنا جانا بند کر دینا ہے۔" کیتھی اب پوری طرح اس کی طرف گھوم گئی۔ امل نے اس کی بات کا کوئی اثر زائل نہیں کیا۔

"اور اگر انہیں پتہ چلا کہ آپ ہر شام یہاں آتی ہیں تو انہوں نے آپ کا بھی کہیں آنا جانا بند کر دینا ہے۔" اب کی بار اس نے معنی خیز مسکراہٹ لئے کہا۔ امل کے تاثرات بدلے۔

"اور انہیں کون بتائے گا۔" امل نے رخ اس کی طرف موڑا جو اب اپنے بالوں کو کیچر میں باندھ رہی تھی۔

کوئی نہیں اگر ہم ابھی نکلیں تو۔" کیتھی نے ہاتھ کمر پہ ٹکا دیئے جیسے کہہ رہی ہو کہ بس اب چلو۔

"اچھا یار چلتے ہیں۔" امل نے آخری نظر اس سمندر کو دیکھا ساتھ ہی دل میں کہنے لگی، "میں پھر آؤں گی۔" اور پھر کیتھی کے ہمراہ چل پڑی۔ دونوں اب اس سمندر سے دور جا رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆

"آجاؤ۔" وہ بستر پہ کتابیں پھیلائے بیٹھی تھی جب دروازے پہ دستک ہوئی۔ اس کی آواز پہ دروازہ دھیرے سے کھلا اور پھر کھلتا چلا گیا۔ آئرہ نے نظریں اٹھا کر اوپر دیکھا تو خوشگوار حیرت نے اسے آلیا۔

www.novelsclubb.com

"تم کب آئی؟؟" وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔دروازے کے پاس کھڑی ہانیہ سبز رنگ کی شلوار کمیز میں ملبوس، نارنجی رنگ کے ڈپٹے کو گلے میں ڈالے کھڑی تھی۔آئیرہ اگلے ہی لمحے اس کے گلے جا لگی۔

"بس ابھی ابھی۔" ہانیہ نے بھی اسے گلے لگاتے ہوئے بتایا۔

"آؤ اندر آؤ۔" وہ اس سے الگ ہوئی اور ساتھ ہی اندر آنے کا کہنے لگی۔ہانیہ نے اپنے پیچھے دروازہ بند کیا اور پھر آئرہ کے بستر کی طرف چل دی۔آئرہ جلدی جلدی سے اپنی کتابیں ہٹا رہی تھی تاکہ ہانیہ کے لئے جگہ بنا سکے۔

"کس کے ساتھ آئی ہو؟" ہانیہ کے بیٹھتے ہی اس نے سوال کیا۔وہ خود بھی اس کے ساتھ ہی آ کر بیٹھ گئی۔

"ماما لوگوں کے ساتھ۔" ہانی نے مزے سے پیر اوپر کرتے ہوئے بتایا۔

"مناز پھوپھو بھی آئی ہیں۔"اس کی آنکھوں کی چمک اپنی پھوپھو کا سن کر مزید بڑھ گئی۔

"ہاں اور آرزو، عاشر اور بابا بھی۔"

"وہ لوگ کدھر ہیں پھر؟"

"ماما اور آرزو نیچے نصرت مامی کے پاس بیٹھی ہیں۔عاشر اور ھادی دونوں اوپر گئے تھے جبکہ بابا سلیم انکل اور نوید انکل کے ساتھ کہیں باہر گئے ہیں۔"وہ اب باری باری سب کا بتانے لگی۔

"چلو یہ تو اچھی بات کہ تم آگئی ہو۔میں ویسے بھی بہت مس کر رہی تھی تمہیں۔" اس کی بات پہ ہانیہ کے چہرے پہ ایک پیاری سی مسکراہٹ بکھر گئی۔اس مسکان کی وجہ سے اس کے دائیں گال کا گڑھا نمایاں ہوا۔

www.novelsclubb.com

دونوں کافی دیر ہی وہاں بیٹھی باتیں کرتی رہیں۔وقت کا اندازہ کسی ایک کو بھی نہ ہوا۔ان کی باتوں کی ڈور تب ٹوٹی جب دروازے پہ ایک دفع پھر دستک ہوئی اور پھر اگلے ہی لمحے کوئی اندر داخل ہوا۔

"یہ دیکھو ذرا۔میں کب سے سوچ رہی ہوں کہ ابھی آئرہ آئی گی باہر ملنے لیکن یہاں تو تم دونوں نے الگ ہی ماحول بنایا ہوا ہے۔"آرزو کی آواز پہ آئرہ اور ہانیہ دونوں نے رخ موڑ کر دروازے کی طرف دیکھا۔سفید شلوار کمیز پہ گلابی رنگ کا ڈپٹا سر پہ ڈالے وہ ان کی طرف آرہی تھی۔

"آئیں آئیں مسز فیصل۔آپ کی ہی کمی تھی۔"آئرہ پرجوش سی اٹھ کر اس سے ملنے لگی۔

"ماما کب سے پوچھ رہی ہیں تمہارا۔"آرزو نے اسے بتایا۔

"او،پھوپھو سے ملنا تو بھول ہی گئی میں۔کدھر ہیں وہ؟"

"باہر، حلیمہ آنتی کے ساتھ بیٹھی ہیں۔" آرزو نے آگاہ کیا تو وہ سر ہلاتی باہر کو لپکی۔ ہانیہ اور آرزو بھی اس کے پیچھے ہی آئی تھیں۔

"پھوپھو!! کیسی ہیں آپ؟؟" مناز ملک کو دیکھنے پر آئرہ چہک کر ان کی طرف گئی اور پھر اگلے ہی لمحے ان سے لپٹ گئی۔

"میں ٹھیک پھوپھو کی جان۔ کب سے انتظار کر رہی ہوں تمہارا۔" انہوں نے اسے اپنے ساتھ صوفے پہ جگہ دیتے ہوئے کہا۔

"وہ میں ہانی سے باتیں کر رہی تھی تو بھول ہی گیا۔" آئرہ نے سامنے سے آتی ہانیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو ساتھ بیٹھی مناز نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔ سب جانتے تھے کہ اگر ہانیہ اور آئرہ اکھٹے ہو جائیں تو پھر انہیں کسی تیسرے کا ہوش نہیں رہتا۔

تھوڑی دیر کی باتوں کے بعد ہانیہ بور ہونے لگی تو ایکدم سے اٹھ گئی۔ "اچھا آپ بڑے باتیں کرے ہم اوپر سے ہو کر آتے ہیں۔" ہانیہ نے سب کو مخاطب کر کہ کہا

اور ساتھ ہی آئرہ اور آرزو کو اٹھنے کا بھی اشارہ کیا۔اس کی بات پہ وہ دونوں بھی اٹھ گئیں۔

☆☆☆☆☆

اوپر لاؤنج سے کافی شور کی آوازیں آرہی تھی جب وہ تینو بھی اوپر آئیں۔ باہر صوفے پہ بیٹھے ھادی اور فصیح کسی بات پہ جھگڑ رہے تھے اور باقی سارے افراد مزے سے ان کی لڑائی دیکھ رہے تھے۔

"جی نہیں تمہیں کیا پتہ فیشن کا۔" ھادی منہ پھلائے بیٹھا اسے کچھ کہہ رہا تھا جس کے جواب پہ فصیح کا زوردار قہقہہ گونجا۔

"میرے بھائی اسے فیشن نہیں کہتے۔" وہ اپنے موبائیل کی طرف اشارہ کرتا اسے کچھ دیکھا کر بولا۔اس کی بات پہ ھادی کو مزید غصہ چڑھا۔

"میں۔۔"

"کیوں لڑ رہے ہو یار۔" ہانیہ نے ھادی کی بات کاٹ کر پوچھا تھا۔اس کی آواز پہ سب کی نظریں ان تینو پہ پڑی۔ فصیح اور ھادی بگڑے تیور لئے بیٹھے تھے۔عاشر اور مصعب بھی ساتھ ہی بیٹھے لڑائی سے لطف اندوز ہو رہے تھے جبکہ عنایہ ان سب سے کافی فاصلے پہ بیٹھی موبائیل استعمال کر رہی تھی۔

"مجھ سے کیا پوچھ رہی ہو،اس آلو سے پوچھو جسے فیشن کا کچھ نہیں پتہ۔" فصیح نے ھادی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"خبر دار میرے بھائی کو کچھ کہا تم نے فصیح۔" آئزہ نے اسے گھورا۔اسے بالکل نہیں پسند تھا کہ کوئی اس کے علاوہ ھادی کو کچھ کہے اس لئے وہ ھادی کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔ہانی بھی اس کے ساتھ ہی آئی تھی جبکہ آرزو دور بیٹھی عنایہ کے پاس چلی گئی۔

"میں تو بس۔۔" آئزہ کے انداز پہ فصیح کے چہرے کا رنگ پھیکا پڑا۔

"اچھا چھوڑو سب اکھٹے ہیں تو آؤ کچھ کرتے ہیں مل کر۔" مصعب نے سب کو مخاطب کر کے کہا۔ وہ ماحول میں گھلتا تناؤ محسوس کر سکتا تھا اس لئے موضوع بدل دیا۔

"کیا کرنا چاہئے ہے۔" عاشر نے سوال کیا۔

"پہلے سب کو بلا تو لو۔" یہ آرزو کی آواز تھی۔ مصعب کی بات پہ وہ دونوں بھی ان کی طرف آئی تھیں۔

"اور کون رہتا ہے؟" آئرہ کے پوچھنے پر سب نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"یہ تم سب ایک ساتھ مجھے ایسے کیوں دیکھنا شروع ہو جاتے ہو؟۔" وہ چڑ گئی۔

"ہمارے دو اور کزنز بھی ہیں میڈم۔" عاشر نے شرارت سے بولا تو ہنسی کی ایک لہر ہر طرف دوڑی تھی۔

"میں بلا کر لاتا ہوں حسام بھائی اور صالح بھائی کو۔" ھادی نے پیشکش کی تو سب نے ہامی بھڑی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب فصیح اور مصعب کے مشترکہ کمرے میں منتقل ہو گئے تھے۔

"اب کیا کرنا ہے۔" عاشر نے ایک بار پھر سوال دہرایا۔

"کہیں باہر جاتے ہیں۔" عنایہ نے مشورہ دیا۔ اس کی بات پہ صالح نے اسے ایسے دیکھا جیسے پاگل ہو گئی ہے۔

"بہن تمہیں روزہ نہیں لگ رہا کیا؟"

"ارے تو گاڑی میں جائیں گے نا۔"

"اور گاری چلائے گا کون؟"

"حسام بھائی۔" عنایہ نے عام سے انداز میں بتایا تو حسام جو نیم غنودگی میں ڈوبا اوپر آیا تھا اس کی بات پہ کان کھڑے کیئے اس دیکھنے لگا۔

"جی نہیں۔مجھے کسی پاگل کتے نے نہیں کاٹا کہ گاری نکال کر سڑکوں کی چھان مارتا پھروں۔"

"یار بھائی کچھ نہیں ہوتانا۔"عنایہ نے منت بھرے لہجے میں کہاپر حسام اٹل تھا۔

"اچھاکچھ اور سوچتے ہیں۔باہر افطاری کے بعد جائیں گے۔"مصعب سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بولا۔

"ابھی کیرم کھیلتے ہیں سارے۔"آرزو نے اپنے خیال کااظہار کیاتو جہاں آدھے لوگوں نے اس کی بات مانی وہیں باقی آدھوں کے منہ بن گئے۔

"یہ غلط ہے!!آپ سب بڑے بڑے کھیلناشروع ہو جاتے ہیں اور ہم چھوٹے پیچھے رہ جاتے ہیں۔"ھادی نے شکایت کی تو عنایہ،عاشر،فصیح اور ہانیہ نے اس کی بات کی تائذ کی۔

"اچھا پھر آج ایسا کرتے ہیں کہ چھوٹے سارے کھیلیں گے اور ہم بڑے ان کی مدد کریں گے۔ ٹھیک ہے؟" آئرہ نے حل نکالا تو سب پر جوش ہوئے۔

اگلے دس منٹ بعد نیچے فرش پہ ایک بڑا سا کیرم پڑا تھا اور اس کے گرد گروپس میں وہ سب بیٹھے تھے۔ ہانیہ اور آئرہ ایک گروپ میں تھے۔ مصعب، ھادی اور عاشر ایک گروپ میں۔ صالح اور فصیح ایک گروپ میں تھے۔ باقی آرزو اور عنایہ ایک گروپ میں جبکہ حسام مزے سے پاس پڑے بستر پہ سویا ہوا تھا۔ جب ھادی اسے بلانے گیا تھا تب وہ سونے کے لئے جانے والا تھا پر اس کی زِد پر وہ اوپر آگیا اور اب اوپر آکر وہ اپنی نیند پوری کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ لال والی گیٹی ہم ہی لے کر جائیں گے دیکھنا۔" فصیح نے اونچا سا اعلان کیا۔

"اپنے خوابوں میں۔" ہانیہ نے جواب دیا۔

اور پھر ایسے ہی وہ سب نجانے کتنی ہی دیر کھیلتے رہے۔ گیم میں سب سے پہلے فصیح کی ٹیم ہی آؤٹ ہوئی تھی جس پر سب خوب ہنسے تھے۔ اگلی آرزو اور عنایہ کی ٹیم

تھی۔ باقی اس وقت وہاں ہانیہ کی ٹیم اور عاشر کی ٹیم بچی تھی جس میں سب عاشر، مصعب اور ھادی کو سپورٹ کر رہے تھے۔

"بس اب ہم جیتیں گے۔" ھادی نے جتانے والے انداز میں کہا تو کمرے کا دروازہ دھیرے سے کھلا۔ نورالعین دروازہ کھول اندر آئی تھیں اور پھر کمرے کا حال دیکھ ان کے قدم وہیں رک گئے۔ سب لوگ فرش پہ آلتی پالتی مار کے بیٹھے تھے۔ کشنز ہر طرف پھیلے تھے۔ حسام بستر پہ لیٹا گہری نیند میں لگتا تھا اس کے ارد گرد بھی کسی کی گھڑی تو کسی کا موبائیل پڑا تھا۔ وہ تھوڑی دیر تو وہیں کھڑی رہی اور پھر ان کی نظر اپنے بچوں پہ پڑی۔

"یہ کمرا ہے یہ مچھلی بازار؟" بہت آرام سے سوال کیا گیا۔ انہیں دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ کچھ بھی سخت بولنے سے گریز کر رہی تھیں۔ نورالعین سانولی رنگت اور پھینے نقوش والی خاتون تھیں۔ مصعب اور عنایہ دونوں اپنی ماں سے بہت ملتے تھے لیکن

www.novelsclubb.com

فصیح اپنے باپ احمد ملک پہ گیا تھا۔ بڑی بڑی آنکھوں اور پیارے نقوش والا وہ لڑکا ہر لحاز سے احمد کا بیٹا ہی لگتا تھا۔

"ماماوہ۔۔۔"عنایہ نے کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا لیکن مصعب نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

ابھی اسے چھوڑو اور نیچے آؤ۔افطاری کا وقت ہونے والا ہے۔"انہوں نے ایک نظر سب کو دیکھ کر تنبیہ کی اور باہر چلی گئیں۔ان کے جانے کے بعد کمرے میں یکدم خاموشی چھا گئی۔دروازہ بند ہوتے ہی حسام کی آنکھ کھلی تھی۔وہ آنکھیں رگڑتا سب کو دیکھنے لگا جو بہت خاموشی سے بیٹھے تھے۔

"کیا ہوا ہے؟کون سا بھوت دیکھ لیا تم سب نے؟"وہ ناسمجھی سے انہیں دیکھے گیا تو اچانک سب ہنس پڑے۔ چھت پھاڑ قہقہے ہر طرف گونجے تھے۔وہ آنکھیں پھلائے حیرانی سے انہیں دیکھنے لگا جو ہنسی سے لت پت ہوتے ایک دوسرے کے اوپر گر رہے تھے۔

"مچھلی بازار۔" آئرہ نے ہنستے ہوئے کہا تو سب مزید ہنس پڑے۔

"افف مامی کی شکل دیکھنے والی تھی۔" عاشر نے تبصرہ کیا۔

"پاگل واگل ہو گئے ہو؟؟" حسام ابھی بھی پریشان سا نہیں دیکھ رہا تھا جو چپ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

"حسام یار تیرا سونے کا سٹائیل دیکھ کر ہی نور چچی نے مچھلی والی مثال دی ہو گی۔" صالح نے کہا تو سب کا ہنس ہنس کے برا حال ہو گیا تھا۔

"ہائے میرا پیٹ۔" ہانی نے پیٹ پکڑ لیا۔ سب نے بہت مشکل سے اپنی ہنسی پہ قابو پایا تھا اور پھر باری باری اٹھ گئے۔ حسام کو صورتِ حال سے اگاہ کر کے وہ سب باہر کو چلے گئے۔ وہ بھی سوئے سوئے قدم اٹھاتا ان کے پیچھے آیا تھا۔

☆☆☆☆☆

نیچے ڈائیننگ روم میں سب بیٹھے روزہ کھلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ ٹیبل پہ مختلف کھانے کہ لوازمات پڑے تھے جسے دیکھ کر ہی انسان کی بھوک بڑھ جائے۔

"کتنے وقت بعد ہم سب اکھٹے ہو کر کھا رہے ہیں۔" سب کو ساتھ بیٹھا دیکھ عابدہ محبوب جزباتی لہجے میں گویا ہوئیں۔ آج کافی وقت بعد ان کے سارے بچے اکھٹے ہوئے تھے اور یہ منظر ہر ماں کے لئے ایک مکمل منظر ہوتا ہے۔

"بالکل، لیکن احمد بھائی کب آئیں گے امی؟" مناز نے سامنے بیٹھے سوال کیا۔

"وہ تو افطاری سے ہمیشہ پانچ دس منٹ پہلے ہی آتے ہیں۔ ابھی بھی آنے والے ہوں گے۔" ادھر نور العین نے انہیں آگاہ کیا ادھر گھر کا گیٹ عبور کرتے احمد ملک داخل ہوئے تھے۔ پینٹ شرٹ پہ وائیٹ کوٹ پہنے، آنکھوں پہ چشمہ لگائے وہ سیدھا ڈائیننگ حال کی طرف ہی آئے تھے۔

"لو آگیا میرا بچہ۔" عابدہ نے ان کے سر پہ پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ احمد ملک سب کو سلام کر کے پہلے واشروم تک گئے تھے تاکہ ہاتھ منہ دھو کر سب کے ساتھ کھانے کے میز پہ بیٹھ سکیں۔

آزان ہوتے ہی سب نے اپنا روزہ کھولا۔ کھانے کے وقت دستر خوان پہ خاموشی تھی۔ سب اپنا پیٹ بھرنے میں مصروف تھے۔ اب صرف آخری کے کچھ روزے رہ گئے تھے۔

"اس بار عید پہ ہم سب کہاں جائیں گے بابا؟" ہانیہ نے سفدر سے سوال کیا جو پانی کا گلاس منہ سے لگائے اس کی بات پہ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"کہاں جانا چاہتے ہیں آپ سب۔" سلیم نے سب کو مخاطب کر کے پوچھا۔

"اس سال ہم سب پکنک پہ جاتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟" صالح نے مشورہ دیا تو ہر کسی نے اس کی پیشکش کو سراہا تھا۔

"یہ تو بہت اچھا خیال ہے۔کوئی ایک جگہ سب ڈیسائیڈ کرتے ہیں پھر۔" آئرہ نے فوراًہی ہامی بھڑلی۔

"چلو اس بار ہم مونال چلتے ہیں۔" سفدر نے جگہ بتائی تو آدھے سرہاں میں جبکہ باقی نفی میں ہلے تھے۔

"کسی اور جگہ جاتے ہیں نا سب۔" حسام نے منہ بنایا۔

"تم تو رہنے ہی دو حسام۔ تمہیں کوئی جگہ پسند نہیں آتی ہے۔" صالح نے اسے ٹوکا تو اس نے ناک سکوڑی۔

"ٹھیک ہی تو ہے ہمیں بس کوئی پکنک سپوٹ چاہئے ویسے بھی۔" ہانیہ کو باپ کی بتائی ہوئی جگہ پسند آئی تھی اس لیئے اس نے سب کو منانا چاہا۔

"چلو پھر فائنل ہو گیا۔ہم مونال جائیں گے عید کے تیسرے دن۔" سلیم ملک نے پلین فائنل کیا تو بچوں نے خوشی سے ہلکی سی ہوٹنگ کی۔

"بس بس اب یہ جانوروں کی طرح آوازیں مت نکالو۔ کھانا کھا کر نماز کے لئے جاؤ سب۔" عابدہ محبوب نے ان کو منا کرتے ہوئے کہا تو سب نے ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دیا۔

عابدہ محبوب دراصل جہانزیب ملک کی بیوی اور ایک عمر رسیدہ عورت تھیں۔ جہانزیب ملک جو آج سے پانچ سال پہلے اس دنیائے فانی سے رخصت ہو چکے تھے۔ عابدہ سے ان کے تین بیٹے اور ایک بیٹی تھی۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام نوید ملک تھا جو کہ ایڈووکیٹ نوید ملک کے نام سے جانے جاتے تھے۔ ان کی بیوی نصرت سے انہیں دو بیٹے تھے، حسام گھر کا پہلا اور سب سے بڑا بیٹا تھا جبکہ صالح اس سے چار سال چھوٹا تھا۔

اب عابدہ محبوب کے دوسرے بیٹے کی طرف آؤ تو سلیم ملک اپنے بھائیوں کے مترادف کم پڑھے لکھے تھے۔ کم عمر میں ہی وہ سعودیہ عرب چلے گئے تھے جہاں انہوں نے اپنی روزی کا ذریعہ ڈھونڈا، ایمپورٹ ایکسپورٹ کی ایک کمپنی میں کام

www.novelsclubb.com

کر کے وہ اچھا کھا سا کما لیتے۔ سلیم ملک کی شادی اپنے سے کافی کم عمر لڑکی حلیمہ صداقت سے ہوئی تھی۔ یہ ایک ارینج میرج تھی۔اس وقت حلیمہ صداقت نے نیا نیا ماسٹرز کیا تھا اور ایک اسکول میں بطور انگریزی کی ٹیچر پڑھاتی تھیں۔چوبیس سال کی عمر میں حلیمہ صداقت ملک ہاؤس آئی تھیں اور پھر پچیس سال کے بعد ان کے ہاں پہلی اولاد ہوئی تھی، آئرہ سلیم جو گھر کی سب سے لاڈلی بیٹی تھی اور اس کے تین سال بعد ایک بیٹا عبدالھادی ملک جو گھر کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔

عابدہ کے تیسرے اور سب سے چھوٹے بیٹے احمد ملک گھر کے سب سے زیادہ پڑھے لکھے فرد تھے۔ایم بی بی ایس اور ایف سی پی ایس کے بعد انہوں نے امریکہ سے کارڈیالوجی میں سپیشالائزیشن کی تھی۔احمد ملک کی شادی اپنے بڑے بھائی سلیم ملک سے پہلے ہوئی تھی۔ان کی پڑھائی کے دوران ہی ان کی شادی عابدہ محبوب نے اپنی بھانجی نورالعین سے کر دی جن سے انہیں دو بیٹے، مصعب اور فصیح اور ایک بیٹی، عنایہ تھی۔

عابدہ کی سب سے چھوٹی بیٹی مناز ملک کا نکاح بھی خاندان سے باہر سفدر سعید سے ہوا تھا۔ مناز ملک نے ایم ایس سی کے بعد کچھ وقت ٹیچینگ کی تھی لیکن شادی کے فوراً بعد مکمل ہاؤس وائف بن گئیں۔ مناز ملک کی دو بیٹیاں، آرزو اور رہانیہ اور ایک بیٹا عاشر تھا۔ آرزو کا نکاح سفدر نے اپنے بھائی کے بیٹے محمد فیصل سے کروایا تھا۔ ان کی رخستی فیصل کی پڑھائی کے بعد ہی ہونی تھی۔

یہ خاندان بھی ہر اس خاندان کی طرح ایک مکمل خاندان نظر آتا تھا جسے دیکھ لوگ رشک کرتے تھے۔ یہ جہانزیب ملک کا بنایا گیا چھوٹا سا جہان تھا جس میں انہوں نے اپنی محنت اور محبت کے موتی پروئے تھے۔ ان کی زندگی کا کل اثاثہ ان کے بیوی بچے اور پوتا پوتی تھے۔ لیکن کیا ہر مکمل چیز میں کوئی نقس نہیں ہوتا؟ کیا جس جہان کو بناتے بناتے لوگ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ باقی رہتا ہے؟ کیا کہیں ایسا ہوتا ہے؟

☆☆☆☆☆

لاہور سے اسلام آباد کا سفر کبھی اتنا لمبا نہیں رہا تھا جتنا آج اسے لگ رہا تھا۔راستہ جیسے شروع ہونے کے بعد ختم ہی نہیں ہو رہا تھا۔یادیں جیسے ہر موڑ پہ اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتی تھیں۔وقت جیسے رک رک کر چل رہا تھااور وہ گاری کی سیٹ سے ٹیک لگائے اپنی سانسیں گن رہا تھا۔

"اتنے خاموش کیوں ہو؟"اسد مرزا نے اپنے ساتھ بیٹھے ارحم کو دیکھ کر پوچھا تھا۔ دونوں بائی روڈ سفر کر رہے تھے۔ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھا ڈرائیور خاموشی سے گاری چلا رہا تھا۔

"کیا بولوں؟"اس نے آنکھیں موندیں سوال کیا۔

"کچھ بھی۔آج تم پورے تین سال بعد واپس جا رہے ہو۔"

"تین سال، پانچ مہینے اور گیارہ دن۔"اس نے رخ شیشے کی طرف موڑا۔

"تمہیں یاد ہے؟"وہ حیران ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو کیا لگتا ہے ارحم کی یاداشت اتنی خراب ہے؟"

"نہیں پر مجھے لگا تھا کہ تم۔۔۔" انہوں نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ دونوں کے درمیان ایک طویل خاموشی حائل رہی۔

"میں جانتا ہوں اس وقت تمہیں مجھ سے بہت سی شکایتیں ہوں گی۔" اسد نے ایک بار پھر گفتگو کا آغاز کیا۔ ارحم نے گردن ہلکی سی ترچھی کر کے انہیں دیکھا۔

"اور آپ کو یہ کیوں لگتا ہے؟" وہ کسی روبوٹ انداز میں بات کر رہا تھا۔

"میں نے ایسے اچانک تمہیں بھیجنے کی بات جو کی۔"

"تو کیا آپ مجھے نہیں بھیجنا چاہتے تھے؟" اس کا سوال کافی سادہ تھا لیکن اسد مرزا لمحے بھر کے توقف کے بعد بولے۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے۔"

"پھر کیا آپ کو اپنے فیصلے پہ پچھتاوا ہو رہا ہے؟"

"نہیں ارحم میں بس۔۔۔"

"جب آپ کو یقین ہے کہ آپ کا فیصلہ درست ہے تو آپ کو کیوں لگتا ہے کہ مجھے آپ سے شکایت ہو گی؟" وہ سوال پہ سوال کرتا گیا۔اس کا انداز کافی نرم تھا لیکن ایک لاتعلقی سی تھی جو اس کی باتوں سے جھلک رہی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے چاچو کہ آپ بڑوں کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟" اس نے نظریں ایک بار پھر شیشے سے باہر نظر آتی گاڑیوں پہ جمالیں۔اسد مرزا نے کوئی جواب نہیں دیا۔وہ جانتے تھے کہ ارحم ان سے سوال نہیں کر رہا تھا۔

"آپ لوگوں کو لگتا ہے کہ آپ لوگ اپنے بچوں کے لئے کبھی کوئی غلط فیصلہ لے ہی نہیں سکتے۔آپ لوگ جو کرتے ہیں ہماری بہتری کے لئے کرتے ہیں۔لیکن کیا یہ بہتری آپ کے بچے کو چاہیئے یا نہیں آپ نے کبھی یہ سوچا؟" اس کی آواز میں طنز یا غصہ نہیں تھا بس ایک بے بسی تھی۔اسد مرزا بے اختیار اسے دیکھے گئے۔

"آپ لوگ ہم سے پوچھے بغیر سب کچھ کر لیتے ہیں پر چاچو کیا ہماری زندگیوں پہ ہمارا حق نہیں ہوتا؟" اس نے سانس لینے کو وقفہ لیا۔ "مجھے آپ سے واقع کوئی شکایت نہیں ہے چاچو۔ آپ نے جو کیا ہو گا کچھ سوچ کر ہی کیا ہو گا لیکن مجھے افسوس رہے گا کہ آپ نے مجھ سے کچھ پوچھنا تک گوارا نہیں کیا۔"

"میں تو بس تمہارے رد عمل۔۔۔"

"پتہ لگنے پہ بھی میں نے زیادہ سے زیادہ کیا کر لیا چاچو؟" کہتے کہتے وہ تھوڑا تلخ ہوا تھا لیکن پھر اپنے چاچو کو دیکھ اس کے تاثرات نرم پڑے۔ "پر اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔ میں نے واپس جانے کا فیصلہ خود کیا ہے۔ اس لئے آپ بے فکر ہو جائیں۔"

"یہ وقت بھی گزر ہی جائے گا ارحم۔" انہوں نے اسے تسلی دینی چاہی۔

"یہ وقت بہت ہی کوئی عجیب چیز ہے۔ جب ہمیں لگتا ہے کہ یہ وقت بھی گزر جائے گا، تب یہ وقت آپ کو ایسے قید کر لیتا ہے کہ آپ اس کے آگے بے بس ہو جاتے ہیں۔ اور جب ہم چاہتے ہیں کہ بس اب وقت کہیں رک جائے تب یہ وقت

آنکھ جھپکتے ہی آپ کی بسارت سے اوجھل ہو جاتا ہے۔" وہ کسی خواب کی سی کیفیت میں بات کر رہا تھا اور اسد مرزا کو ایک لمحے کے لئے اسے پہچاننے میں مشکل ہوئی۔ یہ ان کا ارحم کتنا بدل گیا تھا۔ یہ وہ بچہ تو ہر گز نہیں تھا جو زندگی سے بھرپور باتیں کیا کرتا تھا اور جس کی ہر بات پہ وہ دل کھول کر ہنستے تھے۔ آج وہی ارحم انہیں کیسی کیسی حقیقتوں سے اگاہ کر رہا تھا۔

"کتنا وقت رہتا ہے سفیر؟" اسد نے سامنے بیٹھے ڈرائور کو دیکھ کر پوچھا۔ وہ اب ارحم سے اور کوئی بات نہیں کرنا چاہتے تھے۔ نجانے وہ کیا سوچ رہا تھا۔

"بس دو اور گھنٹے سر۔" اس نے شائستگی سے جواب دیا۔ اسد مرزا نے بھی سیٹ کی پشت سے ٹیک لگالی۔ وہ اب یہ سفر جلدی سے گزارنا چاہتے تھے۔ باہر رات گہری ہوتی جارہی تھی۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

رمضان اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔اب ہر طرف عید کا سما تھا۔آج تو سورج بھی بادلوں کے پیچھے چھپ کر عید کو خوش آمدید کہہ رہا تھا جس کی وجہ سے گرمیوں کی دھوپ ٹھنڈی ہواؤں میں بدل گئی۔

ایسے میں وہ سفید رنگ کی لمبی میکسی پہنے،اپنے لمبے بھورے بالوں کو کمر پہ گرائے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی تھی۔سبز آنکھوں پہ لائینز لگاتے اس کا چہرہ آج چمک رہا تھا۔

"آئرہ نیچے دادو لوگوں کو تو عید مل آؤ۔" حلیمہ دروازے سے ہوتی اندر آرہی تھیں جب ان کی نظر شیشے کے سامنے کھڑی اس پیاری سی لڑکی پہ پڑیں۔وہ وہیں اپنی جگہ رک سی گئیں۔

"کیا ہو گیا ماما آپ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں۔" آئرہ ان کے انداز سے پریشان ہوئی۔

"میری بچی کو کسی کی بھی نظر نہ لگے۔" ان کے ہونٹ آہستہ سے مسکراہٹ میں ڈھل گئے جسے دیکھ آئرہ کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی۔

"اف ماما ڈرا دیا تھا آپ نے۔" وہ دوبارہ شیشے کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے اب کانوں میں بالیاں ڈال رہی تھی، اس کا چہرہ میک سے بالکل پاک تھا، صرف آنکھوں پہ لائنر لگا تھا جس سے اس کی آنکھیں مزید بڑی بڑی لگنے لگیں اور ہونٹوں پہ ہلکا سا پنک شیڈ دیا تھا اس نے۔

"مجھے کیا پتہ تھا میری بیٹی اتنی پیاری لگے گی۔" وہ اب کمرے میں داخل ہوتے آئرہ کا بکھیڑا سمیٹ رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی بیٹی ہوں پیاری تو لگوں گی نا۔" اس نے ماں کو دیکھ کر کہا اور ساتھ ہی اپنے جوتے پہننے میں مصروف ہو گئی۔

"اچھا اب جاؤ سب کو مل آؤ، تمہاری دادو کب سے پوچھ رہی ہیں تمہارا۔" وہ اب ھادی کے کپڑے سمیٹ رہی تھیں جو اس نے نماز کے لئے جانے سے پہلے نکالے تھے۔

"چلے پھر میں مل کر آتی ہوں۔" آئرہ نے خود کو شیشے میں آخری نظر دیکھا۔

سفید رنگ کی ہلکے کام والی میکسی، گلے میں حلیمہ کی دی ہوئی سونے کی چین، کانوں میں سفید بالیاں، پاؤں میں لال رنگ کے کھوسے اور گردن میں لال ڈپٹا ڈالے، چہرے پہ دو بھوری لٹیں گرائے آئرہ سلیم اس وقت کسی پری سے کم نہیں لگ رہی تھی۔

"دادو!! عید مبارک" وہ نیچے آتے ساتھ سب سے پہلے عابدہ محبوب کے گلے لگی۔

www.novelsclubb.com

"عید مبارک، ماشاءاللہ یہ حور پری کون ہے؟" وہ آئرہ کے گال چومتی پیار سے بولیں۔

"آپ کی پیاری سی پوتی اور کون۔" آئرہ نے بھی اتنے ہی پیار سے جواب دے کر دوبارہ انہیں گلے لگایا۔

"میری پوتی اتنی پیاری لگ رہی ہے کہ مجھے ڈر ہے میری ہی نظر نہ لگ جائے۔"

"آپ کی صرف دعائیں لگ سکتی ہیں مجھے دادو، نظر نہیں۔" اس کے چہرے کی میٹھی سی مسکان دیکھ عابدہ نے اسے ڈھیروں دعائیں دیں۔

"تائی بھی ادھر ہے آئرہ۔" نصرت اپنے کمرے سے باہر آتے ہوئے بولیں۔ ان کی نظروں نے آئرہ کا سر سے پیر تک جائزہ لیا۔

"عید مبارک تائی امی۔" آئرہ عابدہ کے پاس سے اٹھ کر ان کی طرف آئی۔

"خیر مبارک۔" انہوں نے اس کے گالوں پہ پیار دیا اور پھر خود سے الگ کیا۔

"عنایہ کدھر ہے۔" ڈائننگ ٹیبل پہ اسے بیٹھتا دیکھ انہوں نے پوچھا۔

"پتہ نہیں میں تو سیدھا نیچے آئی ہوں۔ کمرے میں تیار ہو رہی ہو گی۔" اپنے سامنے پڑے کھیر کے پیالے سے کھیر ڈالتے ہوئے اس نے جواب دیا۔

اس وقت گھر کے سب مرد عید کی نماز پڑھنے جاتے تھے تو وہ اور عنایہ پہلے نیچے آ کر عابدہ اور نصرت کو عید مل جایا کرتیں لیکن آج عنایہ لیٹ ہو گئی تھی۔ آئرہ بھی تھوڑی دیر مزید نیچے بیٹھی رہی اور پھر اوپر آ گئی۔ اپنے اور ھادی کے مشترکہ کمرے میں داخل ہوتے وہ سیدھا بیڈ پہ جا کر بیٹھ گئی۔ ہاتھ میں فون لئے اب وہ اپنے تمام دوستوں سے عید کے پیغام موصول کر رہی تھی اور ساتھ ساتھ انہیں بھی عید کی مبارکباد دے رہی تھی۔

"واہ واہ، حسن کی پری آج زمین پہ کیسے اتر آئی۔" فون میں پہلے ملیشا کا چہرہ نظر آیا اور پھر اس کی آواز۔ سر پہ بے بی پنک کلر کا ڈپٹا کیئے اور ہلکی نیلی رنگ کی قمیض پہنے ملیشا چہک کر بولی۔

"جیسے میرے سامنے ملی شہزادی بنے آگئی۔" آئرہ بھی شرارت سے بولی تو ملیشا ہنس دی۔

"بہت پیاری لگ رہی ہو۔" ملیشا نے دوبارہ زور دے کر بولا تو آئرہ کے گال ہلکے گلابی ہو گئے۔

"یہ تم کیسے شرما جاتی ہو اف۔" ملیشا اب اسے واضح طور پہ تنگ کر رہی تھی اور اس کے گالوں کا رنگ بتا رہا تھا کے اس پہ اثر ہو رہا ہے۔

"اچھی لڑکیوں کی نشانی ہے یہ جو تم میں نہیں۔" آئرہ نے جواب دیا تو ملی کی ہنسی ہر طرف گونجی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں جی میں تو بہت ہی بری ہوں نہیں؟"

"کوئی شک؟" آئرہ نے اپنے دانتوں کی نمائش کی۔

"اچھا مجھے اپنی پیاری پیاری تصویریں بنا کر بھیجو جلدی سے شاباش۔" ملیشا نے فوراً حکم صادِر کیا۔ یہ ان کا معمول تھا۔ آئرہ صرف ملیشا کو اپنی عید کی تصویریں بھیجا کرتی تھی اور ملیشا اسے۔

"اچھا ملی میں اب ذرا ہانیہ کو کال کرتی ہوں۔" آئرہ نے تھوڑی سی باتوں کے بعد کہا تو ملیشا نے ایک دفعہ پھر تصویروں کا کہہ کر فون بند کر دیا۔

www.novelsclubb.com

اب آئرہ نے اگلی کال ہانیہ ارف ہانی کو کی جس نے ہمیشہ کی طرح پہلی بار میں کال نہیں اٹھائی۔

"یہ لڑکی کسی دن پٹ جائی گی مجھ سے اس بات پر۔" آئرہ منہ بناتی دوبارہ کال کرنے لگی۔ دوسری بیل پہ کال اٹھالی گئی تھی، اور دوسری طرف سے سوئی ہوئی آواز آئی۔

"عید مبارک" ہانیہ کی نیند میں ڈوبی آواز گنجی تو آئرہ تپ گئی۔

"یہ تم ابھی تک سوئی مری ہو؟" اس نے سوال کیا تو سامنے سے کوئی جواب نہیں آیا۔

"ہانی!" اب کی بار آواز ذرا اونچی تھی تو جھٹ سے "کیا ہوا" کہتی ہانی نے جواب دیا۔

"فوراً اٹھو اس سے پہلے میں پھوپھو کو کال کروں کے تمہیں میری طرف سے ایک لگائیں۔" آئرہ کی آواز میں صاف تنبیہ تھی۔

"اٹھ رہی ہوں نا یار۔" وہ کروٹ لیتی اب فون دوسری طرف کئے لیٹ گئی۔

"ہانی کھاؤ گی ایک میرے سے کسی دن تم۔"

ہانیہ اور آرزو چاند رات جاگ کر گزار تیں اور پھر آدھی عید سو کر جس سے آئرہ کو شدید چڑ ہوتی تھی۔

"تم ٹھیرو میں پھوپھو کو کال کرتی ہوں۔" آئرہ نے کال بند کی تو دوسری طرف ہانیہ فون رکھ کے دوبارہ خوابوں کی دنیا میں چلی گئ۔

"السلام و علیکم پھوپھو، عید مبارک۔" آئرہ نے مناز کو کال کی جنہوں نے بہت خوشی سے اس کے سلام کا جواب اور خیر مبارک کہا۔

"میری بچی اتنی پیاری لگ رہی ہے آج تو۔" مناز ملک نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو آئرہ جواباً مسکرا کر رہ گئ۔

"آپ بھی حسین لگ رہی ہیں پھوپھو، آج تو سفدر انکل کو آپ کے علاوہ کچھ نظر ہی نہیں آئے گا" آئرہ شرارت سے بولی تو مناز دل کھول کر ہنسی تھی۔

"تمہارے پھوپھا کو کھانے سے فرصت ملے تو مجھے دیکھیں نا۔"

"لیکن آپ کے چہرے کی مسکان تو کچھ اور ہی بتا رہی ہیں۔" اس نے بغور ان کا جائزہ لینے والے انداز سے کہا۔

"کتنی تیز نظر ہے تمہاری۔" وہ بھی اس کی شرارت بھانپ گئی۔

"اچھا پھوپھو ذرا اپنی بیٹیوں کو اٹھا دیں، سارا دن سو کر تو نہیں گزار نا نا۔ ابھی میں ایک دو گھنٹے تک آپ کے گھر آؤں گی اور اگر یہ دونوں سوئی پڑی رہیں تو میں دروازے سے ہی چلی جاؤں گی اچھا۔" وہ دھمکانے والے انداز میں بولی تو مناز کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"اچھا چلو میں اٹھا دیتی ہوں انہیں پر تم میرے ہاتھ کا شیر خرمہ کھائے بغیر کیسے جاؤ گی؟" آئرہ ان کی بات پر ایک دم سیدھی ہوئی۔ مناز ملک کا شیر خرمہ کھانے تو وہ سات سمندر کا سفر بھی کر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب آپ ایموشنل بلیک میل کر رہی ہیں اپنی بھتیجی کو۔" وہ افسوس سے بولی۔

"میری جان تمہارے لئے تو میں نے الگ سے رکھی ہوئی ہے۔" ان کی بات پہ آئرہ کے چہرے کی چمک بڑھ گئی۔

"بس آپ ابھی رکیں، میں بابا کو دروازے سے ہی بولوں گی آپ کے گھر کا۔"

اس نے جوش سے کال کاٹی اور اٹھ گئی۔ وہ پہلے سیدھا اوپر گئی تھی نور العین اور عنایہ کو عید ملنے۔

"یار عنو جلدی کرو نہ پھوپھو لوگوں کے گھر بھی تو جانا ہے۔" وہ عنایہ کے کمرے کا دروازہ کھول اندر آئی تھی اور اسے بال بناتے دیکھ بولی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بس ہو گیا ہے۔ابھی تو بابا لوگ بھی نہیں آئے ان کے ساتھ جائیں گے نا۔" عنایہ پچھلے پندرہ منٹ سے اپنے بال ہی بنا رہی تھی۔اس کے لمبے گھنگرالے بال کبھی وہ ایک طرف کرتی تو کبھی دوسری طرف۔

"ادھر آؤ میں کرتی ہوں۔" اسے مشکل میں دیکھ آئرہ اس کی طرف آئی اور اس کے بال بنانے میں مدد کرنے لگی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پوری طرح تیار ہو گئی تھی۔اور پھر آئرہ کے ساتھ نیچے چلی آئی۔نیچے کافی شور تھا جسے سن اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ سب مرد واپس آ گئے ہیں۔

www.novelsclubb.com

"عید مبارک۔" لاؤنج میں پہنچتے ہی دونوں نے اونچا سا بولا۔وہ اور عنایہ باری باری سب سے ملنے لگیں۔

"خیر مبارک۔" سب نے باری باری جواب دیا۔وہ دونوں پہلے سلیم ملک اور احمد ملک کی طرف گئیں۔ سلیم ملک نے پیار سے ان کے سر پہ ہاتھ رکھا۔

"دونوں بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ۔" احمد ملک کی بات پہ دونوں نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔

تھینک یو بابا۔"

"تھینک یو احمد چاچو۔" دونوں نے ساتھ ہی کہا اور پھر نوید ملک کی طرف گئیں جو سامنے صوفے پہ بیٹھے تھے۔

"عید مبارک۔" نوید ملک نے ان کے سر پہ ہاتھ رکھا اور ساتھ ہی اپنی جیب سے والٹ نکالا۔ دونوں کی آنکھوں میں چمک آگئی جب انہوں نے پانچ ہزار کا نوٹ نکالا تھا۔

"بڑے ابوان کو پانچ ہزار اور مجھے بس تین؟" ساتھ بیٹھے مصعب نے شکاہت کی تو وہ ہنس پڑے۔

www.novelsclubb.com

"اب میری پیاری بیٹیاں ہیں ان کا حق بنتا ہے۔" انہوں نے دونوں کو عیدی دیتے ہوئے کہا تو مصعب کا منہ بن گیا۔ سلیم ملک کے ساتھ بیٹھے ھادی کی آنکھوں میں بھی شکاہت تھی پر کسی نے غور نہیں کیا۔

"بھائی میری عیدی!" اب آئرہ صالح کے سامنے آکر کھڑی ہوئی جو فون پہ نظریں جمائے آس پاس کے ماحول سے بے نیاز بیٹھا تھا۔ جبکہ عنایہ عابدہ محبوب کو ملنے لگی۔

آئرہ کے مخاطب کرنے پہ اس کی طرف صالح نے ایسے دیکھا جیسے پوچھ رہا ہو کس خوشی میں۔

"ایسے نا دیکھیں پورے ہزار روپے عیدی لوں گی اس بار میں۔"

"اور تمہیں کیوں لگتا ہے میں تمہیں عیدی دوں گا؟" اس نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا تو آئرہ نے مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے وہ سفید جاگرز جانتے ہے کس نے گمائے تھے ؟"اس کے سوال پہ صالح فوراً سیدھا ہو کے بیٹھ گیا۔

" تمہیں کیسے پتا؟"اس کے سوال پہ آئرہ نے ہاتھ آگے کیا جیسے کہہ رہی ہو پہلے دام پھر کام۔

"بہت ہی کوئی۔۔۔" صالح نے بات آدھی چھوڑ کر جیب سے والٹ نکالا۔

"اب بتاؤ"اسے عیدی دیتے ہوئے صالح نے دوبارہ پوچھا تو آئرہ نے اپنی نظروں سے عابدہ محبوب کے ساتھ بیٹھے حسام کی طرف اشارہ کیا۔

"حسام ؟"صالح نے یقین نہ آنے پہ پھر تصدیق چاہی تو آئرہ نے ہاں میں سر ہلا دیا۔

دراصل وہ جاگرز سلیم ملک لائے تھے جو صالح نے آج پہننے تھے پر کیونکہ وہ گم ہو گئے تو صالح نے پورا گھر سر پہ اٹھا لیا تھا اور جس نے مصعب کے ساتھ مل کر یہ کارروائی کی تھی وہ اس وقت اس سے پیسے وصول کر رہی تھی۔

"مجھے پتا تھا!" صالح نے حسام کو گھورتے ہوئے کہا پر اپنی جگہ سے نہیں اٹھا۔اس کو تو وہ بعد میں دیکھے گا۔

آئرہ آگ لگا کر مزے سے حلیمہ کے ساتھ آکر بیٹھ گئی،اب سب لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

"بابا مجھے اور عنایہ کو پھوپھو کے گھر چھوڑ دیں۔" سلیم ملک جب اوپر آئے تو آئرہ بھی ان کے پیچھے ہی آگئی۔

"اتنی جلدی؟ایک ہی دفع سب جائیں گے نا۔" انہوں نے اپنے کمرے کا رخ کیا۔

"ہاں پر ہمیں پہلے چھوڑ دیں،ہم نے ہانیہ اور آرزو لوگوں کے پاس جانا ہے۔" وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے اندر آگئی۔

"اچھا چلو تم نیچے جاؤ میں آتا ہوں۔" آئرہ جواباً جی کہتی پہلے اپنے کمرے کی طرف گئی۔ وہاں سے اپنا فون اور بیگ لے کر وہ عنایہ کو بلانے کے لئے اوپر چلی آئی۔

"کہاں جا رہی ہو۔" اسے اوپر آتا دیکھ مصعب نے پوچھا تھا جو کالے رنگ کی شلوار کمیز پہنے، بالوں کو جیل سے پیچھے کو سیٹ کئے پاس ہی کھڑا تھا۔

"ہانی کے گھر۔" اس نے مختصر جواب دیا۔

"یہ بندر جیسی شکل لے کر؟" وہ کافی سنجیدہ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

"تم سے تو بہتر لگ رہی ہوں کالے چھچھوندر۔" آئرہ اسے اوپر سے نیچے ایک نظر دیکھ کر بولی جس کے جواب میں وہ ہنسا تھا۔

"یہ تم پھیکی دکان پھیکی پکوان ہو کر مجھے کہہ رہی ہو؟"

اب ہنسنے کی باری آئرہ کی تھی جو برابر قہقہے لگا کر ہنسی تھی۔

"اف مصعب۔" اس کی ہنسی دیکھ مصعب کو غصہ آیا۔

"اب کیا مسئلہ ہو گیا تمہیں۔"

"یار تم نہ محاورے نہ بولا کرو۔"اور وہ صحیح کہتی تھی۔مصعب کو محاورے بولنا جتنا پسند تھا وہ انہیں اتنا ہی غلط بولتا تھا۔

آئرہ اپنی ہنسی پہ قابو پاتی وہاں سے عنایہ کے کمرے کی طرف جانے لگی اور پیچھے کھڑا مصعب فوراً سے نیچے کو بھاگا تھا۔

"صالح !"وہ ناک پہ غصہ لئے صالح کے کمرے کی طرف گیا۔

"کیا ہو گیا ہے؟"صالح نے موبائل سے نظریں ہٹائے بغیر پوچھا۔

"پھیکی دکان پھیکی پکوان، کیا یہ غلط محاورہ ہے؟"مصعب نے سوال کیا تو صالح نے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔

"تمہارا مطلب اونچی دکان پھیکا پکوان؟" صالح نے اس کی اصلاح کی تو مصعب کا چہرہ لال ہو گیا۔ وہ ایک بار پھر غلط بول رہا تھا۔ غصے میں وہ وہاں سے اٹھ کر باہر آ گیا اور پیچھے بیٹھا صالح اسے جاتا دیکھ زور سے ہنسا تھا۔

"اس بلی کی تو۔" مصعب اپنے کانوں میں صالح کی ہنسی گنجتی سن آئرہ کو دل ہی دل میں حسین القابات سے نواز رہا تھا۔

*****

مجھے اندھیروں کا روگ نہیں، بلکہ روشنی سے گلہ تھا

اس کے چھوٹ جانے پہ دل کے ویرانے سے گلہ تھا

تو میرے خواب سمجھ، مجھے تعبیر سے گلہ تھا

زخمِ جان سے بوجھل وجود کو ہر مرہم سے گلہ تھا

www.novelsclubb.com

اوپر آسمان سفید بادلوں کی چادر اوڑھے پھیلا تھا۔ سورج خود بادلوں کے پیچھے چھپ کر اپنی روشنی سے ہر جگہ ایک نور بکھیر رہا تھا۔ ٹھنڈی ہوائیں اس کے ماتھے پہ بکھرے بھورے بالوں کو سہلا رہی تھیں۔ چہرے پہ نرم سے تاثر لئے وہ اس دور دور تک پھیلے باغ میں چلتا جا رہا تھا۔ اس کے آس پاس ہر رنگ اور ہر قسم کے نایاب پھول تھے لیکن اسے ایک خاص پھول کی تلاش تھی۔ اور اس کی تلاش تمام ہوئی جب آنکھوں کے سامنے سے اس کی مطلوبہ شہ گزری۔ آنکھوں کی چمک میں اظافہ ہوا۔ وہ چل کر اس ٹیولپ کے پھول تک گیا اور قدرے جھک کر توڑنے لگا۔ اس خوبصورت سے پھول کی خوشبو اندر تک اتارنے پر اس کے چہرے پہ ایک مسکراہٹ پھیلی۔ پھر وہیں بیٹھ کر اس نے مزید کچھ اور ویسے ہی پھول توڑے۔ ہاتھوں میں پھولوں کا ایک گلدستہ بنتا چلا گیا۔

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔" اس کے دائیں کان کے پاس سرگوشی ہوئی۔ پھول توڑتا اس کا ہاتھ رکا۔ گردن موڑنے پہ جب اس نے وہاں

دیکھا تو کوئی نہیں تھا۔اپنا وہم سمجھ کر وہ دوبارہ ان پھولوں کی طرف متوجہ ہوا۔

مختلف رنگوں میں موجود وہ ٹیولپ کے پھول اسے کسی کی یاد دلا رہے تھے۔

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔" ایک مرتبہ پھر اس کے عقب سے آواز آئی۔وہ فوراً پلٹا تھا لیکن اس کے علاوہ اس باغ میں کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا۔کیا یہ واقع اس کا وہم تھا؟ اسے خدشہ ہونے لگا۔

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔" اب کی بار اسے بائیں کندھے پر کسی کا لمس محسوس ہوا۔وہ اپنی جگہ سے ہڑبڑا کر اٹھا تھا۔یہاں اس کے علاوہ بھی کوئی ہے۔وہ محسوس کر سکتا تھا۔

"کون ہے؟" اطراف میں نظریں دوڑاتا وہ اونچا سا بولا۔

تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔" یہ آواز۔۔۔

www.novelsclubb.com

"کون۔۔۔۔ کون ہے؟؟۔" ہاتھوں میں پکڑے پھولوں پر اس کی گرفت مظبوط ہوئی۔ ایک خوف سا اس کے دل میں پھیلا جا رہا تھا۔ جو جگہ اسے ابھی تھوڑی دیر پہلے سکون بخش رہی تھی وہی جگہ اب اسے خوفزدہ کرنے لگی تھی۔

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

"تم کون ہو۔؟؟ سامنے آؤ!!" وہ چلایا تھا۔ اس کے بولنے پہ یکدم خاموشی چھا گئی۔ ہوائیں ٹھہر سی گئی تھیں۔ اسے وہاں اپنی چلتی سانسوں کے علاوہ کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ اور پھر اچانک ہی اس نیلے آسمان پہ سیاہ بادل چھانے لگے۔ روشنی یکدم اندھیری میں بدلنے لگی۔ ہواؤں میں مانو تیزی سی آگئی۔ وہ خوف کے عالم میں وہاں سے جانے کے لئے بڑھا پر اس کے قدم جیسے اپنی جگہ جم گئے تھے۔ پوری کوشش کے باوجود وہ ایک انچ نہیں ہل سکا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔" دیکھتے ہی دیکھتے اس کے سامنے موجود پھول مرجھانے لگے۔ منظر تبدیل ہوتا گیا۔ اگلے ہی پل وہ ایک تنگ سی گلی میں کھڑا تھا۔ اوپر سیاہ آسمان پہ

بجلی چمکی اور ساتھ ہی ٹپ ٹپ بوندیں برسنا شروع ہو گئیں۔اس کے سامنے ایک لمبی سی سڑک تھی۔اور جس گلی میں وہ کھڑا تھا اس کے کونے میں ایک ٹوٹی ہوئی سٹریٹ لائٹ جلتی اور بجھتی تھی۔

"یہ۔۔یہ میں یہاں کیسے۔۔؟" بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔اسے اپنی آنکھوں پہ جیسے یقین نہیں آ رہا تھا۔یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے؟

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔" وہ آواز ایک مرتبہ پھر گونجی لیکن اس بار وہ دبی ہوئی گھٹی گھٹی سی آواز تھی، جیسے کوئی بمشکل یہ الفاظ ادا کر پا رہا ہو۔

اس نے وہاں سے جانا چاہا لیکن اس کی ٹانگیں مانو زمین کا ایک حصہ ہو گئی تھیں۔ خوف کا عالم بڑھتا جا رہا تھا۔وہ پوری قوت سے اپنی جگہ سے ہلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اس سٹریٹ لائٹ کی جلتی بجھتی روشنی میں اسے اپنے سامنے اس بڑی سی سڑک پہ کوئی وجود کھڑا نظر آیا تھا۔اس کے ہاتھ سے پھولوں کا وہ گلدستہ چھوٹ گیا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں نہیں یہ نہیں۔۔۔"اس کا دل ڈوب کر ابھرا۔یہ سب دوبارہ نہیں ہو سکتا۔اس کے ذہن میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"مجھے جانے دو!!!"اس نے چیخنا چاہا لیکن اس کی ساری آواز دم توڑ چکی تھی۔وہ جانتا تھا کیا ہونے والا ہے۔

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔"یہ الفاظ۔۔۔

"نہیں پلیز۔۔"اس کے ہونٹ ہلے لیکن اس کے وجود میں ذرا برابر جنبش نہیں ہوئی۔بجلی ایک بار پھر چمکی تھی۔بارش تیز ہوتی گئی۔سڑک پہ کھڑا وہ وجود ابھی بھی وہیں تھا۔وہ اندھیرے اور بارش کی باعث اس کی شکل نہیں دیکھ پا رہا تھا لیکن وہ جانتا تھا وہ کون ہے۔

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

دور سے اسے ایک گاڑی کی آواز آئی تھی۔اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔ آنکھیں خوف اور حیرت سے پھیلیں۔

"نہیں۔۔نہیں۔۔نہیں۔۔" وہ بدستور دل ہی دل میں دہراتا گیا لیکن اس کی آواز نہیں نکل رہی تھی۔گاڑی کا شور قریب آتا گیا۔اس تیز بارش میں بھی وہ اپنی دل کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنیں اور اس گاڑی کی آواز سن سکتا تھا۔اس نے وہاں سے ہٹنا چاہا یا آنکھیں بند کرنی چاہیں تا کہ یہ سب دیکھنے سے خود کو روک سکے لیکن سب بے سود تھا۔ایک آنسو اس کے دائیں گال سے لڑکھڑا کر پانی کی بوندوں سمیت نیچے گرا تھا۔وہ ایک برف کا مجسمہ بن چکا تھا اور یہ خیال ہی اسے مارنے کے لئے کافی تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔" سٹریٹ لائٹ کے جلنے کے دوران بس لمحے بھر کو اس کی آنکھیں سامنے کھڑے وجود کی آنکھوں سے ملی تھیں۔بادامی آنکھوں کا ایک دوسرے سے سامنا ہوا تھا۔اسے ان آنکھوں میں صرف ایک ہی جزبہ نظر آیا۔

"تمہیں میرے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا۔۔۔" کچھ ہی پلوں کا کھیل تھا سارا۔ وہ گاڑی تیز رفتار سے اس وجود سے ٹکرائی۔ایک دل چیر دینے والی آواز سارے میں گونجی تھی۔

"نہیں!!!!" وہ چیختے ہوئے اٹھا۔

کمرہ اندھیرے میں ڈوبا تھا جہاں صرف ہلکے کھلے دروازے سے مدھم روشنی اندر آرہی تھی۔وہ بستر پہ بیٹھا لمبی لمبی سانسیں لیتا حواس باختہ سا اپنے ارد گرد نظریں دورانے لگا۔اندھیرے اور آنکھوں کے دھندلا جانے کی وجہ سے اسے کچھ وقت لگا یہ جاننے میں کے وہ اپنے بستر پہ بیٹھا ہے۔

www.novelsclubb.com

"وہ سب ایک خواب تھا۔" اس نے زیر لب دہرایا جیسے خود کو تسلی دی ہو۔

اس کی پیشانی پہ پسینے کی بوندیں نمایاں تھی اور وجود پہ ہلکی سی کپکپی طاری تھی۔بے ساختہ اس کا ہاتھ سائڈ ٹیبل پہ گیا۔ہاتھ سے فون ٹکرایا تو اس نے فوراً اٹھالیا۔سکرین کی روشنی میں اس کا چہرہ نمایاں ہوا۔بال پیشانی پہ بکھرے تھے،آنکھوں میں سرخ

خراشیں ابھری تھیں۔اس نے سکرین لاک کھولا اور نوٹیفیکشن بارسے نوٹیفکیشنز دیکھے۔دادی جان کے نام سے چار مسڈ کالز آئی تھیں اور سر درد کے نام سے سات، ساتھ ہی بیس کے قریب میسیجز۔فون واپس سائڈ ٹیبل پہ رکھ کر اس نے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں میچ لیں۔وہ خواب کسی فلم کی طرح بار بار اس کی آنکھوں کے سامنے چل رہا تھا۔وہ خواب تھا یا کوئی پرانی یاد۔اسے سمجھ نہیں آیا۔ جھنجھلا کر اس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرا دیا۔

ارحم اور اسد مرزا فجر کے وقت اسلام آباد پہنچے تھے۔ارحم کا سامان اس کے فلیٹ تک چھوڑنے کے بعد وہ دونوں عید کی نماز کے لئے نکلے تھے۔نماز کے بعد ارحم دوبارہ اپنے فلیٹ میں آگیا تھا۔سفر کی تھکان کے باعث وہ سو گیا اور اسد مرزا اسے وہاں چھوڑ کر کسی کام سے باہر چلے گئے۔تب سے اب جا کر ارحم کی آنکھ کھلی تھی۔ اور اس خواب کے زیر اثر ارحم کے سر میں درد شروع ہو چکا تھا۔وہ سوئی ہوئی چال

لئے بستر سے اترااور سیدھا واشروم تک گیا۔ سِنک کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے چہرے پہ ٹھنڈے پانی کی دو تین چھینٹے ماریں۔ شیشے میں اپنا عکس دیکھنے پر ارحم کو لمحے بھر کے لئے خود کو پہچاننے میں بھی دقت ہوئی۔ آج اس شہر میں اس کا پہلا دن تھااور اس کی حالت دیکھ کر کوئی بھی کہہ سکتا تھا کہ اس کے دن کا آغاز اچھے معنوں میں نہیں ہوا تھا۔ وہاں سِنک کے سامنے وہ نجانے کتنی ہی دیر کھڑا رہا۔ تنگ آ کر اس نے چہرہ تولیے سے صاف کیااور دوبارہ کمرے کی طرف بڑھا۔ کمرے میں ابھی بھی اندھیرا تھاتو پہلے اس نے کمرے کا دروازہ پورا کھولااور پھر کھڑکیوں کی طرف جا کر سامنے سے پردے ہٹادیئے۔ سورج کی روشنی چھن سے کمرے میں داخل ہوئی۔ کمرے کی سفید دیواریں روشنیوں میں نہا گئیں۔

www.novelsclubb.com

سائڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر اس نے سب سے پہلے صفیہ کو کال کی۔

اسلام و علیکم دادو عید مبارک۔" دوسری رنگ پہ کال اٹھالی گئی تھی۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وعلیکم السلام، خیر مبارک میرا بچہ۔میں کب سے فون کررہی تھی، کیوں نہیں اٹھارہے تھے؟"انہوں نے فوراً ہی شکوہ کیا۔

"ارے دادو ابھی سو کر اٹھا ہوں اور فون بھی سائلنٹ پہ تھا۔"

"اتنی دیر سے کیوں؟ایک بج رہا ہے دن کا۔"

"وہ بس صبح کے وقت پہنچے تھے نہ اور پھر نماز پڑھ کر تھکان کی وجہ سے سو گیا تھا تو ابھی آنکھ کھلی ہے۔"

"اچھا کیسی طبیعت ہے اب؟"

"ٹھیک ہوں دادو بس اب کچھ کھانے پینے کا انتظام کرتا ہوں۔"

"چلو یہ تو اچھی بات لیکن میں ابھی بھی تم سے خفا ہوں۔"دوسری طرف سے صفیہ مرزا نے ذرا ناراضگی سے بولا تو ارحم کے ماتھے کہ بل ڈھیلے پڑے۔

"اور یہ ظلم کیوں کررہی ہیں آپ۔"

"میں نے کہا تھا نہ کہ عید کے بعد چلے جانا۔ تمہارے بغیر یہ گھر اتنا خالی ہو گیا ہے۔" صفیہ مرزا کو ارحم کے ایسے اچانک جانے سے بہت گلہ تھا۔ انہوں نے اسے بہت کہا تھا کہ عید گزار کے جائے لیکن ارحم جب فیصلہ کر لیتا تھا تو اسے بدلنا آسان نہیں ہوتا تھا۔ یہ عادت اس کی اپنے چاچو اسد مرزا پہ گئی تھی۔ دونوں ہی اپنے فیصلوں پہ کبھی سمجھوتا نہیں کرتے تھے۔

"دادو یار بتایا تھا نہ اس بار عید کے تیسرے دن سے ہی کلاسز شروع ہیں اور پھر مجھے ایڈجسٹ ہونے میں بھی تو وقت لگے گا۔"

"ہاں پر۔۔۔"

"اچھا آپ مجھے ذرا بتائیں کے یہ آپ کا دوسرا پوتا کدھر ہے۔" وہ موضوع کا رخ بدل گیا۔

"پتہ نہیں صبح عید مل کر گیا تھا اس کے بعد شاید گھر سے باہر گیا ہے۔" انہوں نے اپنی جانکاری کے متعلق حماد کے بارے میں اگاہ کیا تو ارحم مہز سر ہلا کر رہ گیا۔ وہ کچھ

www.novelsclubb.com

دیر مزید صفیہ سے بات کرنے کے بعد فون رکھ چکا تھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ حماد کو وہ بعد میں کال کرے گا ابھی تو بھوک سے اس کا برا حال تھا۔

*****

دن کا کھانا سب نے مناز ملک کے گھر ہی کھایا تھا۔ آئزہ اور عنایہ تو صبح ہی آ گئیں تھی اور ملک ہاؤس کے باقی مکین دن کو پہنچے تھے۔ گھر کے سب بڑے باہر لان میں بیٹھے تھے جبکہ بچے سب اندر ہانیہ کے کمرے میں ڈیرہ جمائے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔

"عاشر یہ دیکھو تم شامی بھائی کو جانتے ہو؟" ھادی عاشر کو حلیمہ کے نئے موبائل پہ کچھ دیکھا کر پوچھ رہا تھا۔ ہانیہ اور آئزہ بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھیں تھیں جبکہ عنایہ اور مصعب آرزو سے زیرِ گفتگو تھے۔ صالح اور فصیح بھی حسام سے گاریوں کے متعلق باتیں کر رہے تھے۔

"شامی بھائی وہ جو اپنی باکسینگ کے ولاگز بناتے ہیں؟" عاشر نے فون میں جھانکتے ہوئے پوچھا تو ھادی نے جوش سے سر کو ہاں میں جنبش دی۔

"ہاں ہاں وہی!!"

"میں جانتا ہوں انہیں تو۔ ان کا انسٹا گرام اکاؤنٹ فولو کیا ہوا ہے میں نے۔ بہت فٹ باکسر ہیں یار یہ۔"

"کون سا باکسر؟؟" ہانیہ نے فوراً آگے ہو کر پوچھا۔ وہ اور آئرہ اپنی باتوں میں مصروف تھے جب عاشر کے منہ سے باکسر کا لفظ سن ہانیہ کے کان کھڑے ہو گئے۔

"یہ والا۔" ھادی نے فون اس کے سامنے کیا۔ وہاں ایک ویڈیو چل رہی تھی جس میں انیس بیس کے قریب ایک خوبرو سا نوجوان باکسینگ کرتا نظر آ رہا تھا۔ گھنگرالے بالوں والا وہ لڑکا آستینیں اوپر کو چڑھائے ہاتھوں میں باکسینگ گلوز پہنے اپنے سامنے موجود پنچینگ بیگ کو زور زور سے گھونسے مار رہا۔ دس سیکنڈ کی وہ ویڈیو ختم ہوئی تو ھادی نے فون اپنی طرف کر لیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"واہ۔۔۔"ہانی کے منہ سے بے اختیار نکلا۔وہ متاثر ہوئے بنا نہ رہ سکی۔

"فٹ ہے نا؟؟"ھادی نے سوال کیا تو ہانی کا سر خود بخود ہاں میں ہلا۔اسے باکسرز اور فائٹر قسم کے لوگ بہت پسند تھے۔

"مجھے ان کی انسٹا آئی ڈی بتاؤ فوراً۔"اس نے اپنا موبائل نکالتے ہوئے کہا تو آئرہ نے افسوس سے اسے دیکھا۔

"شرم کرلو ہانی شرم۔"ہانی کا موبائل چلاتا ہاتھ رکا۔اس نے آئرہ کو دیکھا اور پھر کندھے اچکا کر کہنے لگی۔

"شرم 'ش' سے شروع ہوتی ہے اور ہانیہ 'ہ' سے۔تو شرم اور میرا کوئی جوڑ نہیں۔" ھادی سے اس کی آئی ڈی کا نام لے کر وہ اس سے مزید اس شامی نام کے باکسر کے بارے میں پوچھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"واؤ یہ تو اسلام آباد میں ہی رہتے ہیں۔" اس نے آئی ڈی میں ڈالی گئی لوکیشن کو دیکھ کر کہا۔

"ان کا نام شاہ میر فرقان ہے؟" ساتھ ہی آئی ڈی کا نام دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"ہاں لیکن سب ان کو شامی کہتے ہیں۔ پتہ ہے ان کا چھوٹا بھائی ابھی کچھ دنوں پہلے ہی ہمارے اسکول میں آیا ہے۔" ھادی نے اطلاع دی تو ہانی اور عاشر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"نا کرو۔" عاشر کے منہ سے نکلا۔

"ہاں کرو۔" ھادی نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔ "میں نے تو سمیر سے کہا ہے کہ اپنے بھائی سے ملواؤ مجھے۔"

"پھر کیا کہا اس نے؟؟" یہ سوال ہانیہ نے کیا تھا۔ آئرہ ان تینوں کو خاموشی سے دیکھ رہی تھی۔

"یہی کہ کسی دن بولے گا بھائی کو اسے اسکول لینے آئے پھر میں بھی ملوں گا شامی بھائی سے۔"

"یہ کیا شاہ میر نامہ لے کر بیٹھ گئے ہو تینو۔" آئرہ بدمزہ ہوئی۔

"ارے بلی تمہیں نہیں پتہ۔ شامی بھائی کے ہزاروں میں فالورز ہیں اور تو اور بہت انسپائرینگ پرسن ہیں یہ۔"

"کیوں ایسا کیا انسپائرینگ کر دیا اس نے؟" آئرہ نے انسپائرینگ پہ زور دیا۔

"تم نے شامی بھائی کی ٹرانسفرمیشن نہیں دیکھی نا اس لئے ایسے کہہ رہی ہو۔ ایک دفعہ بھائی نے انسٹا لائو پہ پوری سٹوری سنائی تھی اپنی کہ کیسے ایک ٹائم پہ انہیں بھی میری طرح ویٹ اور سٹائل کی وجہ سے تنگ کیا جاتا تھا۔ کتنی تنقیدوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا انہیں لیکن پھر انہوں نے اپنے آپ کو پوری طرح بدل لیا۔ اتنی محنت اور ٹرینگ کے بعد اب دیکھو میرے شامی بھائی لوگوں کے دلوں پہ راج کر رہے ہیں۔" ھادی نے آخری فکرہ ذرا فخر سے کہا۔

"تم انہیں کب سے فولو کر رہے ہو؟؟" ہانیہ متجسس سی سوال کر رہی تھی۔

"کافی ٹائم سے لیکن پہلے میں انہیں بس ایک انفلیونسر کے طور پر فولو کرتا تھا پر پھر شامی بھائی کی سٹوری سن کر میں صحیح والا فین ہو گیا تھا۔"

"میں خود انہیں کافی وقت سے جانتا ہوں۔" عاشر نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

"اور تم نے مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا؟؟" ہانی نے بھائی کو دیکھ کر پوچھا۔ وہ اچھے سے جانتا تھا کے ہانی باکسینگ اور فائٹس میں کتنی انٹرسٹڈ تھی۔

"نہیں۔" اس نے ہانی کو چڑھاتے ہوئے کہا۔

"عاشر!!" وہ اس کے اوپر لپکی تو آئرہ نے اس کا بازو پکڑ کر اسے دوبارہ نیچے بیٹھایا۔

"اچھا اب بس کر دو۔ ویسے موٹے تم جو بھی کر لو کم از کم ایسے نہیں لگ سکتے۔"

اس نے فون میں نظر آتی شاہ میر فرقان کی تصویر کی طرف اشارہ کیا جہاں وہ دراز

قد لڑکا جینز شرٹ پہنے، ہاتھوں میں باکسنگ گلوز چڑھائے دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔وہ دیکھنے میں واقع پرکشش سا لگتا تھا۔

"جی نہیں شامی بھائی کہتے ہیں، ہر انسان میں خود کو بدلنے کی طاقت ہوتی ہے بس ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کے ہم خود کو کس کے لئے بدل رہے ہیں۔لوگوں کے لئے یا خود کے لئے۔"

"واہ یار میں تو سچی والی فین ہو گئی ہوں۔"ہانی نے اپنے فون میں شاہ میر کی کھلی آئی ڈی سکرول کرتے ہوئے کہا۔

"سارے ہی پاگل بیٹھے ہیں ادھر۔"آئرہ اٹھ کر آرزو لوگوں کی طرف آ گئی۔پیچھے وہ تینو اپنا شامی نامہ پھر شروع کر چکے تھے۔

*****

www.novelsclubb.com

عید کے دو دن کب اور کیسے گزرے تھے ارحم کو اندازہ تک نہ ہو سکا۔اس کی تو عید صفیہ، حماد اور اسد کے ساتھ ہی گزرتی تھی لیکن اس بار اس نے دونوں دن اپنے فلیٹ کے کمرے میں گزارے تھے۔اسد مرزا اسے چھوڑنے کے بعد کل ہی واپس لاہور چلے گئے تھے۔وہ ویسے بھی زیادہ دن چھٹی نہیں لے سکتے تھے اس لئے ارحم کو تمام ضرورت کی چیزیں دے کر،اس کی آسانی کے لئے سارے بندوبست کر کے گئے تھے۔ابھی بھی وہ واش روم سے چینج کر کے نکلا تھا جب اس کا فون بجا۔

موبائل پہ سر درد نام جگمگا رہا تھا۔

"کیسا لگ رہا ہے بے وفا کا ٹائٹل ماتھے پہ سجا کر ہاں؟؟"اس نے کال اٹھائی تو دوسری طرف سے ایک آواز گونجی۔ارحم نے نیچلا لب دانتوں میں دبا کر مسکراہٹ کو روکا۔

"بہت اچھا۔"ڈھٹائی سے جواب دیا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہاں جا کر تو کیسے بھول سکتا ہے کہ تیرا ایک ہینڈسم کزن بھی موجود ہے جسے تیری یاد آسکتی ہے۔" آواز میں افسوس تھا۔

"ارے میں کیسے بھول سکتا ہوں اپنے سر درد کو۔ تو ویسے بھی میرے ساتھ نہ ہو کر بھی میرے ساتھ ہی ہے۔" ارحم فون کان سے لگائے کچن کی طرف گیا۔

"نہیں بس دیکھ لی تیری یاری۔ جا مجھ سے بات نہ کر اب۔" کہہ کر جھٹ سے فون بند کر دیا گیا۔ کال کٹتے ہی ارحم کو بے اختیار ہنسی آئی۔ اس نے موبائل سلیپ پہ رکھا۔

"ایک۔۔۔" اس نے پتیلا نکال کر چولہے پہ رکھا۔ ساتھ ہی گنتی شروع کی۔

"دو۔۔۔" پھر اس میں دودھ ڈالا۔

"تین۔۔۔" تھوڑا سا پانی ڈال کر چولہا جلایا۔

"چار۔۔۔" ایک چمچ پتی ڈال کر اس نے فلیم تیز کیا۔

"پانچ۔۔۔" چینی ڈالتا اس کا ہاتھ رکا۔ فون ایک مرتبہ پھر بجنے لگا تھا۔

ارحم نے چینی ڈال کر ایک بار پھر فون کان سے لگایا۔

"تم جیسے لوگوں کا نہ الگ ہی حساب ہوگا قیامت والے دن تم دیکھنا۔" وہ بگڑا تھا۔

ارحم کا قہقہہ گونجا۔

"ہنس لو ہنس لو۔ میں بھی ایسے ہی تجھے یاد نہیں کروں گا آئندہ۔"

"اچھا اب دوبارہ فون بند مت کر دینا، بار بار مجھ سے نہیں اٹھایا جاتا۔" وہ اسے تنگ کر رہا تھا۔

"بہت سے بے غیرت اس دنیا سے رخصت ہوئے ہوں گے پھر ہی تو آیا تھا۔"

"جی بالکل پر میں نے سنا تھا ابھی کوئی مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔" ارحم نے اسے یاد کروایا۔

"ہاں تو میں بات تھوڑی کر رہا ہوں۔"

"تو پھر کیا کر رہے ہو؟"

"میں کنور سیشن کر رہا ہوں۔" جتا کر بتایا گیا۔

"اور ان دونوں چیزوں میں کیا فرق ہے؟؟"

"زبانوں کا اتنا بڑا فرق تمہیں نظر نہیں آ رہا؟؟" اسے صدمہ ہوا۔

"او سوری میرا اتنا دماغ کہاں۔"

"پتہ ہے اس لئے بتا رہا تھا۔" حماد نے سمجھنے والے انداز میں کہا تو ارحم ایک مرتبہ پھر ہنسا۔

"اچھا ویسے شاہ سے ملاقات ہوئی؟؟" اس نے اپنے اور ارحم کے بچپن کے دوست کا ذکر کیا۔

www.novelsclubb.com

"ابھی نہیں ہوئی۔اسے تو شاید پتہ ہی نہیں کے میں یہاں آچکا ہوں۔سوچ رہا ہوں کل یونیورسٹی میں ہی ملاقات کروں گا۔"اس نے چائے کے جوش آنے پہ فلیم آہستہ کیا۔

"ارے ہاں بابا نے بتایا تھا کہ انہوں نے انکل کے ریفرینس سے تمہارا شاہ کے ساتھ ہی ایڈمیشن کروایا۔"

"ہاں بس اسی لئے کل ہی اس سے جا کر بات ہو گی۔"

"مجھے بھی تم دونوں کے پاس آنا ہے یار۔"وہ ارحم کے بغیر واقع بہت اکیلا ہو گیا تھا۔

"ابھی دادو کو زیادہ ٹائم دے۔میری کمی بھی انہیں فیل نہ ہو اچھا۔"وہ اسے تنبیہ کرنے لگا۔

"اب ارحم کی جگہ حماد تو نہیں لے سکتا اور یہ تو بھی جانتا ہے۔"

www.novelsclubb.com

"ہاں پر حماد ارحم کی کمی تو پوری کر سکتا ہے۔"

"چل ٹینشن مت لے۔" اس نے تسلی کروائی۔

"اچھا میں چائے پینے والا ہوں ویسے بھی سر درد ہو رہا ہے۔" اس نے سر درد کو اونچا کر کے بولا تو حماد حسبِ توقع برا مان گیا۔

"مجھے بھی جنگلی انسانوں سے کنورسیشن کرنے کا کوئی شوق نہیں۔ اللہ حافظ۔" فون کاٹ دیا گیا۔ ارحم نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا اور پھر چائے کپ میں انڈیلنے لگا۔ چائے کا کپ اٹھائے وہ دوبارہ کمرے کی طرف بڑھا۔ کھڑکی کے پاس پڑے سنگل صوفے پر بیٹھ کر اس نے ساتھ ہی اپنا لیپ ٹاپ کھولا تھا۔ وہ اب انٹرنیٹ سرفنگ کر رہا تھا۔ اسے بس کسی بھی طرح یہ وقت گزارنا تھا۔ حماد سے بات کر کے وہ ہمیشہ بہت ہلکا پھلکا محسوس کرتا تھا لیکن فون بند ہوتے ہی اسے بہت سی سوچوں نے آ گھیرا تھا۔ وہ خود کو مصروف کرنے کے لئے لیپ ٹاپ پہ انگلیاں چلانے لگا۔

*****

"عجیب انسان ہے یہ۔" وہ تپی ہوئی سی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔اس کی آواز پہ حلیمہ نے قرآن پڑھتے ہوئے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو آتے ساتھ فوراً ہی الماری کی طرف گئی تھی۔

"کیا ہو گیا ہے کس پہ غصہ آرہا ہے اتنا۔" انہوں نے لمحے بھر کو قرآن بند کیا اور پوری طرح سے آئرہ کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"آپ کا بیٹا کسی دن میرے ہاتھوں ہلاک ہو جائے گا ماما میں بتا رہی ہوں آپ کو۔" وہ غصے میں بولتی ہوئی ساتھ ساتھ الماری میں چیزیں آگے پیچھے کر رہی تھی۔

"اب کیا کر دیا میرے بیٹے نے؟"

"میری نئی گھڑی اپنے کسی دوست کو بیچ آیا ہے آپ کا لاڈلہ۔" اس نے پلٹ کر حلیمہ کو بتایا۔

www.novelsclubb.com

"وہ کیوں بیچے گا تمہاری گھڑی آئرہ۔ یہاں پر ہی کہیں پڑی ہو گی۔" انہوں نے دوبارہ قرآن کھول لیا۔

"نہیں ہے ناماما میں نے ہر جگہ دیکھ لیا اور وہ خود کہہ رہا ہے کے وہ بیچ آیا ہے۔" وہ بھی دوبارہ الماری سے چیزیں نکالتے ہوئے کہنے لگی۔

"ایک تو تم دونوں سکون کا سانس مت لینے دینا مجھے۔" حلیمہ نے قرآن بند کر کے سائڈ پہ رکھا اور اٹھ کر اس کی طرف آئی۔

"ہٹو میں دیکھتی ہوں۔" انہوں نے اسے سامنے سے ہٹا کر الماری میں جھانکنا شروع کیا۔

www.novelsclubb.com

"کہاں رکھا تھا؟"

"یہاں پر ہی رکھا تھا اس دن جب بابا لے کر آئے تھے۔" اس نے الماری کے اندر کھلتے ایک دراز کی طرف اشارہ کیا۔ حلیمہ نے اس کے بتائے گئے دراز کو کھولا اور

ایک دو ڈبے باہر نکالے۔ان کے بالکل نیچے ایک چھوٹی سی سفید رنگ کی ڈبی پڑی تھی۔انہوں نے نکال کر آئرہ کو دیکھائی تو اس کی آنکھوں میں حیرت ابھری۔

"یہ یہاں کیسے ؟؟"اسے سمجھ نہیں آیا کے ابھی تو اس نے دیکھا تھا ادھر پھر اسے کیوں نہیں ملی یہ ؟

"آنکھیں کھول کر دیکھا کرو آئرہ۔"حلیمہ نے اسے ڈپٹہ اور پھر چیزیں دوبارہ الماری میں رکھنے لگیں۔

"پر۔۔"وہ کبھی ہاتھ میں پکڑی ڈبی کو دیکھتی اور کبھی اپنی ماں کو۔ضرور ماما کی کوئی تیسری آنکھ ہے جس سے انہیں وہ سب بھی نظر آجاتا ہے جو مجھے نہیں دیکھائی دے رہا ہوتا۔

"کہا تھا نہ ھادی نے نہیں بیچی ہو گی۔"

"اس موٹے کو تو میں ابھی سیدھا کرتی ہوں۔" ائرہ الٹے قدم اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔اس کے جانے پر حلیمہ دوبارہ چل کر بیڈ کی طرف ائیں۔سائڈ ٹیبل پہ پڑا قرآن اٹھایااور ایک مرتبہ پھر ترجمے کے ساتھ پڑھنے لگیں۔

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔"

"اور یہ کافر اس بستی پر بھی گزر چکے ہیں جس پر بری طرح کا مینہ برسایا گیا تھا۔کیا وہ اس کو دیکھتے نہ ہوں گے۔بلکہ ان کو (مرنے کے بعد) جی اُٹھنے کی امید ہی نہیں تھی۔" (سورۃ الفرقان:40)

تھوڑی ہی دیر بعد آئرہ دوبارہ کمرے میں آئی تھی۔ماں کو قرآن پڑھتا دیکھ وہ ان کے ساتھ ہی بستر کی دوسری طرف آکر لیٹ گئی۔

"اور یہ لوگ جب تم کو دیکھتے ہیں تو تمہاری ہنسی اُڑاتے ہیں۔کہ کیا یہی شخص ہے جس کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔" (سورۃ الفرقان:41)

وہ ساتھ لیٹی موبائل استعمال کر رہی تھی لیکن اس کا دھیان ماں کی طرف تھا۔

"اگر ہم نے اپنے معبودوں کے بارے میں ثابت قدم نہ رہتے تو یہ ضرور ہم کو بہکا دیتا۔(اور ان سے پھیر دیتا)اور یہ عنقریب معلوم کر لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ سیدھے رستے سے کون بھٹکا ہوا ہے۔"(سورۃ الفرقان:42)

اس کے موبائل چلاتے ہاتھوں کی رفتار سست ہوئی۔ نظریں اچانک ہی ماں کے ہاتھ میں پکڑے قرآن پہ ٹھہر گئیں۔

"کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے خواہش نفس کو معبود بنا رکھا ہے تو کیا تم اس پر نگہبان ہو سکتے ہو۔"(سورۃ الفرقان:43)

"یا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ان میں اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں(نہیں)یہ تو چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں۔"(سورۃ الفرقان:44)

www.novelsclubb.com

ساتھ لیٹی آئرہ کا یکدم فون بجنے لگے۔کالر آئی ڈی پہ ملی نام جگمگا رہا تھا۔وہ فوراً سے بستر سے اٹھی۔

"ملی!!!"اس نے کال ریسیو کی اور چہکتی ہوئی کمرے سے باہر گئی۔پیچھے بیٹھی حلیمہ ابھی بھی قرآن پڑھ رہی تھیں۔

"اگلے ہفتے کا کیا سین ہے یار؟"ملی نے دوسری طرف سے سوال کیا۔

"کون سا سین؟"وہ اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔

"ارے تم نے ہی تو کہا تھا کہ کل تم لوگوں کا مونال والا پلین کینسل ہو گیا ہے تو اب ہم اگلے ہفتے خود ہی باہر جائیں گے گھومنے پھرنے۔"ملی نے یاد دلایا تو آئرہ کا ہاتھ بے اختیار اس کی پیشانی سے جا لگا۔

"ارے ہاں یاد آیا۔بس وہ کالج آکر ڈیسائڈ کریں گے۔ابھی تو مجھے کل والے سین کا دکھ لگا ہوا۔"

"ویسے پلین کینسل کیوں ہوا تم لوگوں کا؟"

"ارے کچھ نہیں وہ بس بابا فری نہیں ہوں گے پورا ہفتہ۔ان کے کسی دوست کا کوئی کام آگیا ہے اور تمہیں تو پتہ ہے ان کے بغیر ہمارا پلین ادھورا۔" وہ دھرم کی آواز سے اپنے بستر پہ لیٹ گئی۔

"او سہی چلو کوئی نہیں۔ہم اپنا سین بنائیں گے آرام سے۔"

"ہاں بس ڈن ہے۔"

"اچھا اور عید کیسی گزری جناب کی؟" ملیشا اب اس سے اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے لگی۔دونوں کی گفتگو کال پہ کافی مختصر سی ہوا کرتی تھی۔ملیشا نے کال کاٹی تو آئرہ

وہیں لیٹی چھت کو تکنے لگی۔آج اس کا دل کافی عجیب سا ہو رہا تھا۔کسی کی کمی تھی جو شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

☆☆☆☆☆

صبح کی ٹھنڈی روشنی کھڑکی سے داخل ہوتی کمرے میں موجود ڈبل بیڈ پہ بیٹھی اس پیاری سی لڑکی کی پشت پہ پڑ رہی تھی جو ذرا سا آگے کو جھک کر بیٹھی تھی۔گود میں رکھے مختلف رنگوں کے بیڈز کو وہ ایک لڑی میں پرو رہی تھی۔اس کے لمبے سیاہ بال کھلے ہوئے تھے جن سے ایک لٹ جھکنے کے باعث اس کے دائیں گال پہ گری ہوئی تھی۔وہ بنا پلک جھپکائے اپنے کام میں کافی گم نظر آ رہی تھی۔

"اٹھ جائیں شہزادی صاحبہ۔" زور سے دروازہ کھول کر کیتھی اپنے ہی دھن میں اندر آئی جب بستر پہ بیٹھے وجود کو دیکھ کر رک گئی۔

"اوہو یہاں تو لوگ آج جلدی جاگ گئے۔" امل کو کام میں مہو دیکھ وہ اس کی طرف آ گئی۔

"کیا مسئلہ ہے کیتھی۔ تمہارا لاوڈ سپیکر کیوں اتنی صبح صبح چل پڑتا ہے۔" امل نے بنا سر اٹھائے کہا تھا۔ وہ ایک پل کے لئے بھی اپنا فوکس نہیں ہٹا سکتی تھی۔

"یار ایک تو تمہیں شکر ادا کرنا چاہیئے کے کیتھی جیسی اتنی خیال کرنے والی دوست صبح صبح تمہیں کمپنی دینے آجاتی ہے اور تم ہو کہ۔" کیتھی نے منہ بنایا۔

"ابھی تو کالج کھولنے میں پورا ایک گھنٹہ ہے کیتھ۔ تم اتنی جلدی کیوں آجاتی ہو مجھے لینے۔" امل نے آخری بیڈ اندر ڈال کر بالآخر نظریں اٹھائی تھیں۔ نیلی آنکھوں نے مشکوک سے انداز میں سامنے بیٹھی کیتھی کو دیکھا تھا۔

"تمہیں پتہ تو ہے میں اپنے فلیٹ میں اکیلی بور ہو جاتی ہوں اور پھر آنٹی میری لئے اتنا مزے کا ناشتہ بناتی ہیں کے بس مجھ سے رہا نہیں جاتا۔"

"تو آنٹی کو جا کے ٹائم دو پھر۔ میرے سر پہ کیوں آگئی ہو۔" وہ اب بیڈز سے بنی اس لڑی کو بریسلٹ کی شکل دے رہی تھی۔

"انہوں نے ہی بھیجا تھا ان کی لاڈلی کو ناشتے پر بلانے کے لئے۔"

"اچھا میں آتی ہوں تم جاؤ۔" امل نے بریسلٹ ایک طرف رکھا اور پھر چیزیں سمیٹنے لگی۔

"یہ کیا ہے؟؟" کیتھی نے وہ پیارا سا بریسلٹ ہاتھوں میں لیتے ہوئے کہا۔

"بریسلٹ۔" امل نے بے دھیانی میں جواب دیا۔

"یہ اس میں دوائے کیوں ہے؟؟" کیتھی نے دو بیڈز پر سبز اور نیلے رنگ کے اے کی طرف اشارہ کر کے سوال کیا۔ اس کی بات پہ امل نے ایک جھٹکے سے گردن اس کی طرف موڑی۔ کیتھی بہت احتیاط سے اس بریسلٹ کو چھو رہی تھی۔

"ایسے ہی۔۔" امل نے آگے ہو کر جھٹ سے اس سے وہ بریسلٹ لیا تھا۔ کیتھی اس کی اس حرکت پہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"اس میں ایک اے تمہارے نام کا ہے تو دوسرا کس کے لئے ہے؟"اس کی سوئی ابھی بھی وہیں اٹکی تھی۔ کیتھی نے امل کے بدلتے تاثرات کو نہیں دیکھا۔

"کسی کے بھی نہیں کیتھی۔ تم بھی نہ کچھ بھی سوچتی رہتی ہو۔" وہ الماری کی طرف جاتی ہوئی بولی۔الماری کا دروازہ کھول کر اس نے اندر سے ایک چھوٹا سا ڈبہ نکالا اور بریسلٹ کو اس میں رکھ دیا۔ پھر الماری بند کر کے وہ دوبارہ کیتھی کی طرف آئی۔

"آؤ نیچے چلیں ناشتہ کرنے۔" وہ اسے کھینچتی ہوئی کمرے سے باہر لے کر جانے لگی۔ کیتھی نے اس سارے میں کچھ نہیں کہا۔وہ اکثر امل کے ردعمل کو سمجھ نہیں پاتی تھی۔

www.novelsclubb.com

☆☆☆☆☆

وہ اپنی کلاس لے کر باہر نکلا تھا۔راہداری سے گزرتے ہوئے اس کی نظریں نیچے تھیں، ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈالے وہ ارد گرد کے لوگوں سے بے نیاز اپنی ہی رو میں چلتا جا رہا تھا۔ڈیپارٹمنٹ کی بلڈنگ سے نکل کر وہ گراؤنڈ کراس کرتا کیفیٹیریا

تک جا رہا تھا جب اسے اپنے بالکل پیچھے کسی کی عدم موجودگی کا احساس ہوا۔اس نے مڑ کر دیکھنا چاہا جب کسی نے اس کے ہاتھوں کو جیب سے نکال کر پیچھے کمر پہ باندھ لئے۔

"یہ کیا۔۔"اس نے چھڑانے والے انداز سے ہاتھوں کو حرکت دینی چاہی جب پیچھے کھڑے شخص کی آواز پہ ٹھٹکا۔

"کیسے مزاج ہیں جناب کے ؟"اس کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑے۔پھر ہونٹ ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھلے۔اور اگلے ہی لمحے ارحم نے اپنے ہاتھوں کو اس سخت گرفت سے آزاد کیا۔

"تیرے ہاتھ باقیوں پہ چلتے ہیں شامی مجھ پہ نہیں۔"ارحم نے مڑ کر اپنے سامنے کھڑے اس دراز قد لڑکے کو دیکھ کر کہا جو اس سے تھوڑا ہی لمبا ہو گا۔

"تجھے سکھانے والا جو میں تھا۔"سامنے کھڑے شخص نے اسے ہڈیاں توڑ دینے والے انداز میں خود سے گلے لگا یا۔

www.novelsclubb.com

"میں ابھی تجھے ہی ڈھونڈنے والا تھا۔" ارحم نے الگ ہو کر بتایا۔

"اور میں نے ہمیشہ کی طرح تجھے پہلے ڈھونڈ لیا۔" جواب دیتا وہ شخص مسکرا کر بولا۔ اس کی سنہری آنکھیں دھوپ میں چمک رہی تھیں۔

"اب تو میں نے حیران ہونا بھی چھوڑ دیا ہے۔" ارحم نے دوبارہ ہاتھ جیبوں میں ڈالے۔

"بہت یاد کیا ہے میں نے تجھے۔" ارحم کی گردن میں بازو ڈالے وہ بھی اب اس کے ساتھ چلنے لگا۔

"اور میں نے ایک بار بھی نہیں۔" ارحم نے سنجیدہ تاثرات کے ساتھ کہا تو ساتھ چلتا وہ لڑکا ہنس دیا۔

"کافی بے رحم ہے تو پھر۔"

"بس ہونا پڑتا ہے۔" چلتے ہوئے ارحم کا فون بج اٹھا۔اس نے جیب سے فون نکال کر کالر آئی ڈی دیکھی۔

"آگئی ہمارے تیسرے شیر کی کال۔" اس نے کال لاؤڈ سپیکر پہ کی۔

"میری کال کیوں کاٹ دی تھی تو نے ارحم کے بچے۔" سلام دعا چھوڑ کر حماد بول اٹھا۔

"وعلیکم اسلام۔" ارحم کے جواب دینے سے پہلے ہی شامی نے اس کے ہاتھ سے فون کھینچ کر کہا تھا۔

"یہ یہاں کیسے؟" لمحے بھر کی خاموشی کے بعد حماد نے کچھ حیرانی سے پوچھا تو وہ دونوں ہنس پڑے۔

"کیوں میں نہیں آسکتا کیا؟"

"ارے نہیں شاہ صاحب آپ کے آنے سے مجھے کیا مسئلہ ہونا ہے۔" حماد نے خوشدلی سے جواب دیا۔

"پھر ٹھیک ہے ورنہ مجھے لاہور آکر تمہاری طبیعت درست کرنے میں کوئی زیادہ وقت نہیں لگے گا۔"

"ارے نہیں میری طبیعت بالکل درست ہے۔ آپ اپنے ہاتھ اپنے پاس رکھیں۔" وہ سنبھل کر بولا۔

"یہ تم دونوں نے آپس میں ہی گپ مارنی تھی تو اپنے فون سے کال کرونا، میرے موبائل کی بیٹری کیوں ختم کر رہے ہو۔" کیفیٹیریا پہنچنے پہ ارحم نے شکایت کی۔

"ویسے اگر تم ارحم کی طبیعت درست کر دو تو کافی آسانی ہو جائے گی یار۔" حماد کی بات پہ شاہ میر کا قہقہہ گونجا۔

"جی نہیں آپ دونوں اپنی سروسیز اپنے تک محدود رکھیں پلیز۔" اس نے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"پر میری سروسز ارحم کے لئے چوبیس گھنٹے کھلی ہیں۔" شاہ میر نے بہت پیار سے اسے بتایا۔

"اور میری بھی!!" ساتھ ہی حماد بھی بول پڑا۔

"تم دونوں اگر مجھے میرا فون دے کر ایک دوسری کی سروس کر تو زیادہ بہتر ہوگا۔" اس نے آگے ہو کر شاہ میر کے ہاتھ سے فون لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا ارحم ذرا دیکھ کے بتا یہ شاہ میر ابھی بھی بلڈوزر کی طرح سروس کرتا ہے یا پیچھلے ایک سال میں کچھ کمی پیشی آئی ہے؟"

"میرا دماغ نہیں خراب کہ ایسی فضول چیزیں چیک کرتا پھروں۔" اس نے بات کو رفع دفع کرنے والے انداز میں ٹوکا تو شاہ میر کا منہ بن گیا۔

"ایکسکیوز می؟؟تم مجھے فضول کہہ رہے ہو؟"

"ارے نہیں میں تو۔"

"یار شاہ اس کی ذرا اچھے والی کرنا۔" حماد نے ارحم کی بات کاٹتے ہوئے کہا اور پھر لائن کاٹ دی جیسے بول رہا ہو باقی تم لوگ جانو۔شاہ میر نے آنکھوں میں شرارت لئے ارحم کو دیکھا۔

"خبردار شامی۔" ارحم نے اسے تنبیہ کی جسے سن اس کی آنکھوں کی چمک تیز ہوئی۔ بے اختیار ارحم شاہ میر سے تھوڑا دور کھسکا۔

"شامی دیکھ۔۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتا شاہ میر نے اسے کمر پہ ایک زور کا مکا دے مارا۔ارحم کراہ کر رہ گیا۔

"اف ظالم آدمی۔" اس نے غصے سے شاہ میر کو دیکھا جو کافی مطمئن ہو کر اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو بچ اب۔" ارحم اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کے پیچھے بھاگا۔ شاہ میر اس سے پہلے ہی بھاگ چکا تھا۔ دونوں تیزی سے کیفیٹیریا سے باہر نکلے تھے۔ لوگ مڑ مڑ کر انہیں دیکھ رہے تھے جو اپنی ہی دنیا میں ہنستے ہوئے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگے جا رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر کون کہہ سکتا تھا کہ ان کے درمیان کبھی سالوں کے فاصلے آئے تھے۔ بچپن کی کچھ دوستیاں زندگی بھر کا ساتھ نبھاتی ہیں۔

☆☆☆☆☆

"یار لنچ کرتے ہیں نا پلیز۔" آئرہ اور ملیشا کلاس میں لیکچر کے دوران بیٹھی تھیں جب آئرہ نے اپنے رجیسٹر کے آخر میں یہ لکھتے ہوئے رجیسٹر ملیشا کے سامنے کیا۔ ملیشا نے ٹیچر سے نظریں ہٹا کر آئرہ کے رجیسٹر پہ دیکھا۔ پھر ایک آبرو اچکا کر اسے دیکھا جیسے کہہ رہی ہو تم مذاق تو نہیں کر رہی؟

"تم ناشتہ ٹھیک سے کر کے آیا کرو آئرہ کی بچی۔" ملیشا نے بھی اسی کے نیچے لکھ کر رجیسٹر آئرہ کے سامنے کر دیا۔

"اتنی صبح بھوک جو نہیں ہوتی۔اب ہے تو اب کھاتے ہیں پلیز۔"

"میم نے دیکھ لیا تو پیچھلی بار کی طرح کلاس کے باہر بیٹھ کر ہوا کھانی پڑے گی۔"

دونوں رجیسٹر پہ باتیں کرتے ہوئے ساتھ ساتھ سامنے پڑھاتی مِس صوفیہ کو بھی دیکھ لیتی تھیں۔

"نہیں پتہ چلتا انہیں کچھ۔ویسے بھی انہیں کم ہی سنائی دیتا ہے۔"اس کی بات پہ ملیشا ہلکے سے مسکرادی۔پھر بہت خاموشی سے اپنے بیگ سے ایک لنچ باکس نکالنے لگی۔ساتھ ہی کنکھیوں سے مِس صوفیہ کو بھی دیکھ رہی تھی کہ کہیں ان کی نظر نہ پڑ جائے۔وہ دونوں ہمیشہ کی طرح آخری دو کرسیوں پہ بیٹھی تھیں۔یہ ان کی پسندیدہ جگہ تھی جہاں ٹیچر کی نظر کم ہی پڑتی تھی۔

ملیشا نے لنچ باکس کا ڈھکن کھولا اور آئرہ کے سامنے کیا۔کھانے کو دیکھ کر آئرہ کی بھوک بڑھ گئی۔اس نے بہت خاموشی سے کھانا شروع کیا۔

"تم بھی کھاؤنا۔"ساتھ ہی ملیشا کو ہلکی سی سرگوشی کی تو اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"بھوک نہیں۔" مختصر سا جواب دیتی وہ کلاس کی طرف متوجہ ہوئی۔ آئرہ نے کندھے اچکائے اور پھر کھانے لگی۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کے کچھ یاد آنے پہ اس نے وہ رجیسٹر دوبارہ سامنے کیا اور پھر لکھنے لگی۔

"گھومنے کا پلین کب ڈیسائڈ کرنا ہے؟؟" اس نے رجیسٹر ملیشا کے سامنے کیا۔

"جب تم ٹھوسنا بند کرلو گی تب۔" ملیشا کی بات پہ آئرہ کی ہنسی چھوٹی لیکن اس نے فوراً ہی خود پہ قابو پالیا۔

"آئرہ سلیم۔۔۔" کلاس میں اپنا نام گنجتا سننے پہ وہ ہڑبڑا کر سیدھی ہوئی۔ مِس صوفیہ اسے ہی دیکھ رہی تھیں۔

"یس میم؟" وہ اپنی جگہ پہ کھڑی ہوئی۔ ساتھ ہی سامنے کھلے لنچ باکس کو کتاب سے ڈھانک دیا تاکہ ٹیچر کی نظر نہ پڑے۔

"آپ بتائیں میرے سوال کا جواب۔"

مِس صوفیہ نے اپنی عینک درست کرتے ہوئے اسے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔

"سوال؟" وہ زیرِلب بڑبڑائی۔ پھر اس کی نظر وائٹ بورڈ پہ پڑی جہاں مِس انگریزی میں نیوز اور ایڈز کے بارے میں پڑھا رہی تھیں۔

"آپ بتائیں ایڈز کیوں استعمال کئے جاتے ہیں؟" ان کا سوال کافی سادہ تھا۔ آئرہ نے مسکرا کر انہیں دیکھا۔

"ایڈز ہمیں مختلف مصنوعات، خدمات یا تجارتی برانڈز کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے ہیں۔ ایڈز کی استعمال کمپنیوں کو اپنے مصنوعات کی فروخت بڑھانے میں مدد کرتی ہیں۔" اس نے جھٹ ہی جواب دیا۔ ساتھ بیٹھی ملیشا نے اس دیکھ کر سر جھٹکا۔ ڈرامے باز۔۔۔

"گُڈ۔۔۔ بیٹھ جائیں۔" اسے بیٹھنے کی تاکید کرتے ہوئے مِس صوفیہ باقی کلاس کی طرف متوجہ ہوئیں اور پڑھانے کا سلسلہ دوبارہ شروع کر دیا۔

"دیکھا کیسے جھٹ پٹ جواب دیا میں نے۔" آئرہ ملیشا کے سامنے ذرا شوخی ہوئی تو ملیشا نے ہنستے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

"جھلی۔" اس کی بات پہ آئرہ نے گردن کڑالی۔

"بس ٹیلنٹ اپنا اپنا۔"

www.novelsclubb.com

چھٹی ٹائم دونوں کلاس سے باہر نکلیں تو ملیشا اسے کھینچتے ہوئے ساتھ چل پڑی۔

"ارے ارے حوصلہ باجی۔" آئرہ اس کے قدم سے قدم ملانے کی کوشش میں لگی تھی۔

"اب بتاؤ کہاں جانا ہے؟" ملیشا نے اس کا بازو چھوڑا اور گراؤنڈ کی سیڑھیوں پہ بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"تم مجھے وہاں سے۔۔"اس نے کلاس رومز کی طرف اشارہ کیا۔"۔۔۔یہاں صرف یہ پوچھنے کے لئے لائی۔"پلٹ کر ملیشا کی طرف اشارہ کیا تو ملی نے کوئی اثر لئے بنا اسے دیکھا۔

"یہاں لوگ کم ہیں۔"اس نے آس پاس نظریں دوڑائیں۔

"تو؟"آئرہ نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"تو کچھ نہیں پاگل۔۔اب بتاؤ بھی کہاں جانا ہے۔"اس کا ہاتھ پکڑ کر ملیشا نے اسے اپنے ساتھ بٹھایا۔

"مال!!!"آئرہ نے جھٹ سے جگہ بتائی۔

"نہیں!!"دوبدو جواب آیا۔

"ہاں!!"

"آئرہ نہیں۔"ملیشا سنجیدہ ہوئی۔

"ملی پلیز!!"آئرہ نے معصومیت سے پلکیں جھپکائیں۔"ہم کبھی میری بتائی جگہ پہ نہیں جاتے لیکن پلیز بس ایک بار۔۔"اس نے چہرے پہ ڈھیروں اداسی سجالی۔

ملیشااس کے بدلتے موڈ دیکھ کررہ گئی۔

"اچھاٹھیک ہے پراپنی شکل توسیدھی کرو۔"اس نے ہارمانی۔آئرہ فوراًہی اچھل پڑی۔

"ڈرامے باز۔"ملیشاہر بار کی طرح اپنی دوست کی معصوم چال میں پھنس گئی۔

☆☆☆☆☆

دن کوجب وہ گھر پہنچی تواس وقت گھرمیں کوئی نہیں تھا۔آئرہ اپنے کمرے میں آئی۔ھادی بستر پہ لیٹاسورہاتھا۔آئرہ اس کی طرف بڑھی پھر زورزور سے اسے ہلانے لگی۔

"اٹھو موٹے آلو!!" اسے جھنجھورنے کے سے انداز میں وہ اسے اٹھا رہی تھی۔

ھادی نیند میں کروٹ بدل کر رہ گیا۔

"کیا ہے بلی۔" وہ بڑبڑایا۔

"ماما بابا کہاں ہے؟؟ اور باقی سب؟؟"

"خاندان میں کوئی ڈیتھ ہوئی ہے۔سب بڑے وہاں گئے ہیں۔" وہ نیند کے زیرِ اثر تھا۔

"کون کون گیا ہے؟" وہ سوال پہ سوال کر رہی تھی۔ھادی چڑ کر سیدھا ہوا۔

"جاؤ خود دیکھو کون ہے اور کون نہیں۔مجھے تنگ مت کرنا۔" وہ جانتی تھی کے مزید ھادی اسے کچھ نہیں بتانے والا تو خود ہی باہر لاؤنج میں آگئی۔نیچے سے تو وہ ہو کر آئی تھی لیکن سامنے اسے کوئی نظر نہیں آیا۔اوپر جانے کی اس میں ہمت نہیں تھی تو خود ہی واپس اپنے کمرے میں آگئی۔بیڈ پہ لیٹے موبائیل استعمال کرتے ہوئے

www.novelsclubb.com

اسے اچھا کھاسا وقت گزرا تھا جب اچانک ہی وہ سیدھی ہو کے بیٹھ گئی۔ نظر ساتھ پڑے بستر پہ سوتے ھادی پہ پڑی جو گھوڑے گدھے بیچ ک دوبارہ سو چکا تھا۔ بوریت کا احساس ہونے پر وہ خود ہی اٹھ کر الماری تک آئی۔المارے کے پٹ کھول اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ پھر اندر سے باری باری چیزیں نکالنے لگی۔

"کتنے ٹائم سے الماری سیٹ نہیں کی۔" خود کلامی کرتے ہوئے اس نے چیزیں سیٹ کرنا شروع کیں۔ایک دو جوتوں کے ڈبے نیچے والے حصے میں آگے کر کے رکھتے ہوئے اس کا ہاتھ ایک کاٹن کے ڈبے سے ٹکرا گیا۔کچھ الجھن سے آئرہ نے وہ ڈبہ باہر نکالا پھر اسے دیکھ کر اس کا سانس اٹک سا گیا۔

"یہ یہاں؟" اس چھوٹے سے کاٹن کے ڈبے کو ہاتھ میں پکڑے وہ بہت سے احساسات میں گھر گئی۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے اس نے وہ ڈبا اٹھایا اور اپنے بستر پہ جا بیٹھی۔کاٹن کے اس دبے پر کافی گرد جمی تھی جیسے کسی نے اسے کافی وقت سے کھولا نہ ہو۔اس ڈبے کے اوپر مارکر سے بڑا سا "چھونا منع ہے" لکھا تھا۔آئرہ اپنی

لکھائی میں لکھا وہ فقرہ نظرانداز کرتی اس ڈبے کو کھولنے لگی۔اندر وہ ڈبہ مختلف اشیائ سے بھرا تھا۔آئرہ ایک ایک کر کے وہ چیزیں نکالنے لگی۔سب سے پہلے اس نے دو کی چینز اٹھائے۔سرمئ اور سفید رنگ وہ موتیوں والی دو کی چینز کافی پرانی لگتی تھیں۔اسے ساتھ بیڈ پہ رکھتے ہوئے اگلی نظر آئرہ کی ایک ٹوٹے ہوئے فریم پہ پڑی۔اس نے بہت احتیاط سے وہ فریم اٹھایا۔فریم میں ایک پارک کا منظر تھا۔اس منظر میں دو لوگ گھاس پہ بیٹھے نظر آرہے تھے۔ان کا چہرہ واضح نہیں تھا۔صرف ان کی پشت نظر آرہی تھی۔آئرہ نے فریم پہ ہاتھ پھیرا۔اس تصویر کو دیکھ اس کے دل میں درد اٹھا تھا۔اگلے ہی پل اس نے فریم سائڈ پہ رکھا۔ایک لمبی سانس اندر کھینچ کر وہ دوبارہ اس کاٹن کی طرف جھک گئ۔سامنے کچھ رسیدیں پڑی تھیں جو کسی ریسٹورنٹ کی لگتی تھیں ساتھ ہی مختلف برتھ ڈے کارڈز پڑے تھے۔آئرہ ایک ایک کر کے انہیں نکالتی گئ۔ان کے نیچے کچھ خط بھی موجود تھے۔سب میں اس کا نام درج تھا جیسے کسی نے یہ سب چیزیں اسے دی ہوں۔انہیں سائڈ پہ کرتی اِس بار

www.novelsclubb.com

اُس کے سامنے ایک نیلے رنگ کے کور والی ڈائری موجود تھی۔آئرہ نے کچھ اچھنبے سے اس ڈائری کو دیکھا۔

"یہ میرے پاس کیسے؟؟"اس نے یہ ڈائری پہلے بھی دیکھی تھی لیکن وہ نہیں جانتی تھی یہ اس کے پاس ہے۔کچھ جھجھکتے ہوئے اس نے وہ ڈائری اپنے ہاتھوں میں لی۔پھر دائیں ہاتھ سے اس کے اوپر موجود دھول ہٹائی۔

اس ڈآئری کو کھولنے پہ آئرہ کی نظر سب سے پہلے اوپر لکھے نام پہ گئی۔

"ایمل ہشام مرزا۔" بڑا بڑا کر کے لکھا گیا وہ نام اس نے اتنی ہلکی آواز میں پڑھا کے اسے خود بھی مشکل سے ہی سنائی دیا تھا۔انگلیاں اس نام پہ رکھ کر اس نے آنکھیں میچ لیں۔بہت کچھ جڑا تھا اس نام سے جو اسے یاد آیا تھا۔

"تمہیں میں کیسی لگتی ہوں؟" اپنی گود میں رکھی نیلے رنگ کی ڈائری کھولے اس میں کچھ لکھتے ہوئے وہ نیلی سبز آنکھوں والی لڑکی اس وقت درخت کے سائے تلے بیٹھی تھی۔ لمبے سیاہ بال اونچی پونی کی صورت بندھے تھے جبکہ ساتھ بیٹھی سبز آنکھوں والی لڑکی کے بھورے بال کھل کر کندھے پہ آتے تھے۔

"بہت اچھی۔" مسکرا کر جواب دیتی آئرہ نے اسے دیکھ کر کہا۔ پھر نظریں سامنے کھیلتی دو بچیوں پہ جمالیں۔

"کیوں؟" اگلا سوال بھی فوراً ہی آیا تھا۔

"کیونکہ تم میرے لئے خاص ہو۔" جواب دیتی آئرہ نے ساتھ بیٹھی لڑکی کے چلتے ہاتھوں کی حرکت کو رکتے محسوس کیا۔ بے اختیار اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ڈائری اس نے بند کرلی تھی۔

"کیا ہوا ہے ایمل؟" آئرہ نے کچھ پریشانی سے اس کے تاثرات دیکھے جو اچانک ہی افسردہ ہو گئے تھے۔

"تم مجھے خاص لوگوں میں کیوں رکھتی ہو آئرہ؟"اس کی آنکھیں جھلملائیں۔آئرہ نے کچھ حیرت سے اسے دیکھا۔

"ایمل کیا ہو گیا ہے تمہیں؟اتنی ایموشنل کیوں ہو رہی ہو؟"وہ گڑبڑا گئی۔یہ اسے بیٹھے بیٹھے کیا ہوا؟

"جانتی ہو خاص لوگوں کی کیا نشانی ہوتی ہے؟"ایمل اس کا سوال نظرانداز کر گئی۔

"کیا؟"آئرہ نے اس کا بات بدلنا دیکھا تھا پر کچھ کہا نہیں۔

"وہ دل کے جتنے قریب ہوتے ہیں نظروں سے اتنے ہی دور ہو جایا کرتے ہیں۔" اس کے چہرے پہ ایک اداس مسکراہٹ نے جگہ لی تھی۔

"لیکن تم تو میرے سامنے ہی ہو۔"آئرہ نے اسے دیکھ کر بتایا۔ایمل نے اپنی نیلی سبز آنکھوں میں آتی نمی کو اندر اتارا اور پھر اپنی نظریں ساتھ بیٹھی سبز آنکھوں والی

لڑکی کی آنکھوں پہ جمالیں۔آئرہ اس کی آنکھوں کو دیکھ کر رہ گئی۔وہاں کچھ تھا جو وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"لیکن کب تک ؟"اس کی آواز بہت مدھم تھی۔آئرہ کو سننے میں مشکل ہوئی۔

"کیا؟"اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔اس کے سوال پہ ایمل نے سر نفی میں ہلایا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔مجھے کوئی مزے کا شعر بتاؤ جو میں یہاں لکھوں۔"اس نے فوراً ہی موضوع تبدیل کیا۔اور پھر ڈائری کھول کر اس کی طرف دیکھ کر پوچھنے لگی۔

آئرہ اس کی بات پہ پر سوچ نظروں سے سامنے دیکھنے لگی۔

مچلتے رہتے ہیں ذہنوں میں وسوسوں کی طرح

پسندیدہ لوگ بھی۔۔۔۔وبالِ جان ہوتے ہیں

اس نے بہت دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ نظریں دور کسی غیر مرئی نقطے پہ تھیں۔اس کی آنکھوں کے گوشے بھیگ چکے تھے لیکن اسے احساس ہی نہیں ہوا۔

"تم صحیح تھی۔۔۔مجھے تمہیں خاص نہیں رکھنا چاہئے تھا۔"اس نے کچھ عجیب سی کیفیت کے ساتھ کہا۔اس کی دائیں آنکھ سے ایک آنسو لڑکھڑا کر نیچے گرا۔اس نے جلدی سے اپنے ہاتھوں کی پشت سے اپنا چہرہ صاف کیا۔پھر ہاتھ میں پکڑی ڈائری کو بند کر کے واپس رکھا۔اسے پڑھنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔دل بوجھل سا ہو گیا تھا۔باقی چیزیں بھی اس کاٹن کے بکسے میں رکھتے ہوئے وہ چل کر الماری تک آئی اور اسے واپس وہاں رکھ دیا جہاں سے اٹھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

کچھ یادوں کو کھول کر دل زخمی ہو جایا کرتا ہے۔

☆☆☆☆☆

شام کو وہ فلیٹ پہنچا تو آتے ساتھ ہی چینج کر کے آرام سے بستر پہ لیٹ گیا۔یونیورسٹی کے بعد وہ شاہ میر کے ساتھ اس کے گھر گیا تھا۔شاہ میر کے ابو سائم فرقان سے اس

کی کافی اچھی جان پہچان تھی۔ وہ اسد مرزا کے بزنس پارٹنر اور بہت اچھے دوست تھے۔ خود شاہ میر سے ارحم اور حماد کی دوستی تب ہوئی تھی جب اسد مرزا کی فیملی اور ارحم کی فیملی دونوں اسلام آباد میں ہی تھے۔ بچپن کی یہ دوستی وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی گئی۔ حماد اور ارحم کے لاہور شفٹ ہونے کے بعد بھی یہ دوستی قائم دائم رہی۔ شاہ میر اکثر ان کے پاس لاہور آجایا کرتا تھا لیکن پچھلے ایک سال سے تینوں ایک دوسرے سے نہیں ملے تھے۔

شاہ میر کو ارحم کا اسلام آباد واپس آنا کافی حیران کر گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب جب اس نے ارحم کو اپنے پاس آنے کی بات کی تھی تب تب ارحم اسے ٹال دیا کرتا تھا۔ ایک وقت تو ایسا بھی آیا جب ارحم اسلام آباد کے ذکر پہ ہی اس کا فون کاٹ دیا کرتا تھا۔ اور اب اسے واپس دیکھ وہ جتنا خوش تھا اتنا ہی اسے لے کر پریشان بھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ارحم اس وقت اوندھے منہ لیٹا نیند کے غالب آنے کا انتظار کر رہا تھا جب اس کے ساتھ پڑا فون بج اٹھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور پھر بنا کالر آئی ڈی دیکھے بغیر کان سے لگالیا۔

"اسلام و علیکم ارحم بیٹا۔کیسے ہو؟"فون پہ اسد مرزا کی آواز گونجی تو ارحم کچھ سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"وعلیکم اسلام چاچو۔آپ کیسے ہیں؟"اسد مرزا نے اس کا ان کے سوال کو نظر انداز کرنا نوٹ کیا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔تم بتاؤ آج یونیورسٹی کا پہلا دن کیسا گیا تھا؟"

"ٹھیک تھا۔"مختصر سا جواب۔

"اور کوئی مشکل یا پریشانی تو پیش نہیں آئی تھی؟"

"نہیں۔"

"شاہ میر سے ملاقات ہوئی۔" وہ بات کا سلسلہ ٹوٹنے سے بچا رہے تھے لیکن ارحم کے ایک حرفی جواب ان کے لئے مشکل کھڑی کر رہے تھے۔

"جی ہوئی تھی۔" لہجا سپاٹ تھا۔ اسد مرزا ٹھنڈا سانس بھر تے رہ گئے۔ ان کا بھانجا ابھی بھی ناراض تھا۔

"اور سائم سے؟"

"ان سے بھی ہوئی تھی۔"

دونوں کے درمیاں پھر لمحے بھر کی خاموشی حائل ہوئی۔ ارحم دوبارہ سیدھا ہو کے لیٹ چکا تھا۔

"کچھ ہوا ہے کیا؟" وہ اس سے کچھ بھی سننا چاہتے تھے۔ کوئی گلہ۔ کوئی غصے کا اظہار۔ کوئی شکایت۔ کچھ بھی۔ لیکن ارحم تھا کے ان کے سوالوں کے دو لفظی جواب دینے کے علاوہ کچھ بول ہی نہیں رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں چاچو کچھ نہیں ہوا۔"

"تم ایڈجیسٹ تو ہو گئے ہو نا؟"

"ہوں۔"

"یار ارحم کیا ہوا ہے۔کچھ تو بات کرو۔" وہ اب چڑ گئے تھے۔ارحم ان کے سوال پہ خاموش سا ہو گیا۔

"کیا ہونا ہے چاچو؟اور میں بول ہی تو رہا ہوں۔" وہ نادان بنا۔

"نہیں تم بات نہیں کرے رہے بس میرے سوالوں کے چھوٹے چھوٹے جواب دے رہے ہو۔"

"تو آپ کیا چاہتے ہیں میں اور کیا کروں۔" اسد مرزا کچھ پلوں کے لئے بول نہ سکے۔

www.novelsclubb.com

"جیسے پہلے کرتے تھے ارحم۔ ہمارے بیچ ایسی خاموشیاں تو کبھی نہ تھی۔" ارحم ان کی اداسی محسوس کر سکتا تھا۔ اسے اچانک ہی پچھتاوا ہوا۔ یہ وہ کیا کر رہا تھا؟ اپنے چاچو سے اس قدر تو وہ کبھی ناراض نہ ہوا تھا۔ پھر اب اسے کیا ہو گیا؟ کیوں ان کی ایک غلطی وہ معاف نہیں کر پا رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں مجھ پہ غصہ ہے اور ہونا بھی چاہئے۔ میں اپنی غلطی تسلیم کرتا ہوں۔ مجھے تمہاری زندگی کا ہر فیصلہ تم سے پوچھ کر لینا چاہئے۔ مجھے کوئی حق نہیں تمہاری لائف کنٹرول کرنے کا۔" وہ جانتے تھے کہ ارحم ہرٹ ہوا ہے۔

"آپ میری لائف کنٹرول نہیں کر رہے چاچو۔" وہ فوراً بولا۔ کیا اس کے چاچو کو واقع یہ لگ رہا تھا؟ کیا ارحم کی بے رخی انہیں اس قدر پریشان کر رہی تھی؟

"نہیں ارحم میں نے کوشش کی ہے۔۔۔ سب جانتے ہوئے بھی میں نے تمہیں اندھیرے میں رکھ کر وہاں بھیجا۔ میری وجہ جو مرضی ہو۔۔۔ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔"

"اور مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں ہے۔میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں چاچو۔مجھے بس تھوڑا وقت دیں۔"آخر میں اس کی آواز دھیمی ہوئی۔

"ٹھیک ہے بچے۔بس اپنا خیال رکھنا۔اور کچھ بھی ہو تو مجھے ایک کال کرنا۔ تمہارے چاچو ہر وقت تمہارے ساتھ ہیں۔"ان کی آواز میں جو اپنا پن اور یقین دہانی تھی۔ارحم کے ہونٹ خود ہی ہلکی سی مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

"جی چاچو۔آپ بھی اپنا خیال رکھنا۔"کال بند ہوئی تو ارحم سیدھا لیٹا اوپر چھت تکنے لگا۔وہ کتنا بے حس ہوتا جارہا تھا۔اسے آج احساس ہوا تھا۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

آئرہ صبح صبح حلیمہ کی آواز پہ اٹھی تھی اور پھر جاکر ناشتے کے میز پہ بیٹھ گئی۔باقی سب بھی اس وقت ناشتے کے میز پہ ہی پائے جاتے تھے۔سلیم ملک گلاس میں ملک شیک ڈال رہے تھے۔ھادی بھی اپنا گلاس باپ کے سامنے کئے بیٹھا تھا جبکہ حلیمہ

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچن سے چائے کے دو کپ لا کر ٹیبل پہ رکھ رہی تھیں پھر خود بھی ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔

"ماما آپ لوگ کل کب آئے تھے؟"اس نے بے دلی سے نوالا توڑتے ہوئے سوال کیا۔ صبح کا ناشتہ اسے کرنا بالکل نہیں پسند تھا لیکن ماں کی ڈانٹ کھانے سے بہتر تھا تھوڑا ہی صحیح پر کھانا کھا لے۔

"تقریباً دس بجے کے قریب۔"انہوں نے ایک کپ میں چائے ڈالتے ہوئے اسے بتایا۔رات کو وہ جب سوئی تھی تب تک حلیمہ لوگ نہیں آئے تھے اس لئے ابھی پوچھے بنا نہ رہ سکی۔

"گئے کہاں تھے آپ لوگ؟"

"میرے کزن کی ڈیتھ پہ۔"جواب سلیم ملک نے دیا۔

"کون سے کزن؟"

"میری خالا کے بڑے بیٹے۔" سلیم ملک نے ملک شیک کا ایک گھونٹ پی کر گلاس ٹیبل پہ رکھا۔

"وہ کون ہیں؟" اسے رشتوں کی کوئی خاص سمجھ نہیں آتی تھی اس لئے الجھن کا شکار ہوئی۔

"آپ کی زارینہ دادو کے بڑے بیٹے جمیل انکل کی ڈیتھ ہوئی ہے بیٹا۔" اس بار سلیم ملک نے ناموں کے ذریعے اسے بتانا چاہا تو آئرہ کی آنکھوں میں زارینہ دادو کے نام پہ کچھ حد تک شناسائی در آئی۔

"وہ جمیل انکل جن کے ساتھ زارینہ دادو یہاں آتی تھیں؟" اس نے سوال کیا تو سلیم ملک نے سر کو ہلکی سی جنبش تھی۔

"ان کو کیا ہوا تھا؟"

"ہارٹ پیشنٹ تھے۔ کل صبح میں انہیں بہت شدید اٹیک ہوا تھا جس نے ان کی جان لے لی۔" جمیل انکل سے اس کی زیادہ جان پہچان نہیں تھی۔ان سے اکثر بس کسی فیملی فنکشن میں ملاقات ہو جایا کرتی تھی یا جب وہ ان کے گھر آتے تھے زارینہ کو لے کر۔ لیکن وہ خوبرو آدمی اسے یاد ضرور تھا۔ان کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی پر وہ کافی نرم مزاج اور اچھے انسان تھے۔چند ملاقاتیں ہی صحیح پر آئرہ کو وہ ایک اچھے شخص کی حیثیت سے یاد تھے۔پر اب ان کی ایسے اچانک موت کا سن کر آئرہ کو کافی دکھ ہوا تھا۔وہ ویسے بھی جب کسی کے مرنے کا سنتی تو اچانک ہی اس کا دل بہت عجیب سا ہونے لگتا۔

"موت بھی کتنی عجیب ہے نا؟" اس نے من ہی من میں سوچا اور پھر سر جھٹکتی کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔ بمشکل ہی ذرا سا کھانا ختم کر کے وہ اٹھ گئی تھی۔

☆☆☆☆☆

www.novelsclubb.com

دن کو آئرہ اپنے کمرے میں پڑھائی کر رہی تھی جب اسے یاد آیا کے اس نے اب تک ماما سے ملیشا کے ساتھ مال جانے کی اجازت نہیں لی۔وہ جلدی سے بستر سے اتر کر حلیمہ اور سلیم ملک کے مشترکہ کمرے تک گئی۔کمرے سے باہر آتی کچھ آوازوں نے اس کے چلتے قدموں کو روک لیا۔

"آپ پھر جا رہے ہیں؟؟" یہ آواز حلیمہ کی تھی۔آئرہ دروازے کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔

"مجھے بہت ضروری کام سے جانا ہے حلیمہ تم سمجھ کیوں نہیں رہی ہو؟" سلیم ملک کچھ عجلت میں لگتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ابھی آپ کو پاکستان آئے کچھ ہی وقت ہوا ہے اور آپ ہیں کے گھر ہو کے بھی گھر نہیں ہیں۔" وہ غصے میں لگتی تھیں۔

"میں اتنے وقت سے گھر ہی تو ہوں تم اور کیا چاہتی ہو؟" سلیم ملک کی آواز بھی اب قدرے اونچی ہو گئی تھی۔ آئرہ دروازے کے پار خاموشی سے فرش پہ نظریں مرکوز کئے کھڑی رہی۔

"آپ سال میں ایک بار آتے ہیں ہے اور اس میں بھی اپنی بیوی بچوں کو مشکل سے کچھ دن دے کر آپ کو کوئی نہ کوئی کام آن پڑتا ہے؟؟ چلیں میرا نہیں پر اپنے بچوں کا تو خیال کیا کریں۔ وہ باپ کے آنے کو ترس جاتے ہیں ہے اور آپ آنے کے بعد بھی ان کو چند منٹ سے زیادہ وقت ہی نہیں دیتے۔"

"تو تم چاہتی ہو میں سارا وقت گھر رہ کر ان سے باتیں کرتا پھروں؟" آئرہ کو ان کے تاثرات نظر نہیں آرہے تھے لیکن وہ جانتی تھی کے دونوں اس وقت کافی غصے میں ہے۔

"سارا وقت نہیں پر کبھی تو ان کے پاس بیٹھیں۔ان سے ان کے دن کے بارے میں پوچھیں۔آپ بعد میں یہ شکایت کیسے کر سکتے ہیں کے وہ آپ کو پوچھتے نہیں ہے جب آپ خود انہیں وقت نہیں دیتے۔"

"دیکھو حلیمہ اس وقت میرے پاس فضول باتوں کا ٹائم نہیں ہے۔مجھے ضروری کام ہے۔میں اپنے بچوں کے لئے اور تمہارے لئے ہی تو سب کرتا ہوں۔تو پلیز میرے ساتھ بحث مت کرو۔"وہ جیسے تنگ آ گئے تھے۔

"اپنے بچوں کو خود سے دور کر کے آپ ان کا بھلا کر رہے ہیں؟ کتنی عجیب بات ہے یہ نہیں؟"ان کا انداز جتانے والا تھا۔

"حلیمہ!!"سلیم ملک بھڑک پڑے۔آئرہ کا دل ڈوبا۔اس نے ایک لمحے کو چاہا کہ وہ اندر جا کر انہیں مزید لڑنے سے روکے لیکن وہ بت بنی باہر کھڑی رہی۔اس میں مانو ہمت ہی نہیں تھی اپنی جگہ سے ہلنے کی۔

www.novelsclubb.com

"مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی!!" وہ غصے سے گویا ہوئے۔ اگلے ہی پل آئرہ کو ایک دروازہ زور سے کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ وہ کرنٹ کھا کر دروازے سے دور ہوئی۔ شاید اندر کوئی واش روم گیا تھا۔

"بابا کو آئے ہوئے کتنا وقت گزرا ہے؟" اس نے ہاتھوں میں گنا۔

"ایک مہینا۔" اداس سی مسکراہٹ چہرے پہ لئے وہ بولی۔

"اس بار تو اِنہوں نے پچھلے سال کا بھی ریکارڈ توڑ دیا۔" وہ دروازے سے دور ہوتے ہوئے سوچنے لگی۔ پھر اس نے قدم دوبارہ اپنے کمرے کی طرف موڑے۔ اندر جانے کی اب سکت نہیں تھی اس میں۔

ھادی اس وقت گھر نہیں تھا۔ وہ اکثر دن کے کھانے کے بعد اپنے دوستوں کے ساتھ باہر کھیلنے چلا جایا کرتا تھا۔

آئرہ اپنی کتابیں سامنے سے ہٹاتی وہیں بستر پہ بیٹھ گئی۔اس کا دل بہت بری طرح افسردہ ہو چکا تھا۔وہ سر جھکائے ایک جگہ بیٹھ رہی۔یہ کوئی پہلی بار نہیں تھا جب اس نے اپنے ماں باپ کو اس طرح لڑتے سنا تھا۔لیکن نجانے کیوں وہ کبھی اس چیز کی عادی نہیں ہوئی تھی۔اور جانتی تھی وہ کبھی ہو گی بھی نہیں۔ان کی لڑائی ہر بار آئرہ کو نئے سرے سے تکلیف پہنچایا کرتی تھی۔

"اپنے بچوں کو خود سے دور کر کے آپ ان کی بھلائی کر رہے ہیں؟ کتنی عجیب بات ہے یہ نہیں؟" حلیمہ صداقت کے کہے گئے الفاظ ابھی بھی اسے سنائی دے رہے تھے۔وہ جانتی تھی اس کی ماں کیا کہنا چاہ رہی تھی۔پر کیا وہ غلط تھیں؟

"نہیں۔" آئرہ نے اپنے ہاتھوں کو دیکھ کر سوچا۔ماما غلط نہیں تھیں۔۔۔لیکن کیا بابا غلط تھے؟

"میں اپنے بچوں کے لئے اور تمہارے لئے ہی تو سب کرتا ہوں۔" سلیم ملک کے الفاظوں کی گونج اسے سنائی دی۔

"نہیں۔"غلط تو اس کا باپ بھی نہیں تھا۔وہ اُنہیں کے لئے تو ان سے دور رہا کرتے تھے۔ان کی خواہشات ان کی ضروریات پوری کرنے کے لئے۔پر کیا یہ سب اسے اپنے ماں باپ سے زیادہ بڑھ کر تھا۔

"نہیں۔"اس نے سر ہاتھوں میں دے دیا۔

کیوں ہمیشہ ماں باپ کی لڑائی میں بچوں کو سب سے زیادہ اذیت سے گزرنا پڑتا ہے؟
کیا وہ دونوں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہو کر بھی غلط ہو سکتے ہیں؟

"ہاں۔۔۔"اس کے اندر سے ایک آواز آئی۔وہ اچانک ہی سیدھی ہوئی۔

"وہ دونوں اپنی جگہ ٹھیک ہونے کے باوجود غلط ہیں۔"اسے یکدم احساس ہوا تھا۔
پر پھر یہ انہیں کون بتانے والا تھا؟ایک نیا سوال۔۔۔جس کا جواب جاننے کے باوجود وہ خاموش رہی۔

☆☆☆☆☆

سورج ڈھل کر اندھیرے کو جگہ دے چکا تھا۔لاہور اس وقت طرح طرح کی روشنیوں سے روشن تھا۔ایسے میں وہ لاؤنج میں موجود ونگ چیئر پہ بیٹھے اپنے فون پہ کسی سے زیرِ گفتگو تھے۔

"ہاں میاں سناؤ کب تک آرہے ہو؟"خوشگوار موڈ میں وہ کافی ہلکے پھلکے انداز میں بات کر رہے تھے۔

"بس کل دن کا کھانا تیرے گھر کھاؤں گا۔"دوسری طرف سے جواب پاکر وہ کافی پرجوش نظر آنے لگے۔

"ارے یہ تو کمال ہو گیا۔پھر میں کل اپنے جگری یار کے لئے کھانے کا اہتمام کروں؟"

"ہاں ضرور کر۔"

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بس ٹھیک ہے پھر۔" اسد مرزا نے جیسے پروگرام ڈن کیا۔ پھر کچھ یاد آنے پہ ایک بار پھر بول اٹھے۔

"تم کل سیدھا کمپنی آجانا پہلے اچھا؟ پھر وہاں سے ہم گھر آئیں گے۔"

"ہاں میں بھی یہی سوچ رہا تھا کے پہلے تیری کیمپنی کا چکر لگا لوں۔ کچھ معاملات بھی ڈیسایڈ کر لیں گے ساتھ بیٹھ کے۔" دوسری طرف سے ان کی بات کی تائید کی گئی تو اسد مرزا نے ہاں میں سر کو ہلایا۔

"بس پھر ٹھیک ہے کل ملاقات ہو گی۔" انہوں نے خدا حافظ کہہ کر فون بند کیا پھر کچھ دیر وہیں بیٹھے رہنے کے بعد اٹھ کر صفیہ مرزا کے کمرے میں آ گئے۔

"کیسی طبیعت ہے آپ کی امی ؟"ان کے پاس سنگل صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اسد مرزانے سوال کیا۔صفیہ مرزا خود اس وقت سر بیڈ کی پشت سے ٹکائے بیٹھی تھیں جب بیٹے کی آمد پہ اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

"ٹھیک ہوں بیٹا۔بس تھوڑی تھکان ہو رہی ہے۔"وہ آج سارا دن ملازموں کے ساتھ مل کر گھر کی سیٹنگ کرتی رہی تھیں۔انہیں اکثر گھر کی سیٹنگ چینج کرتے رہنا اچھا لگتا تھا اور خاص کر کے جب وہ بیٹھے بیٹھے تنگ آجایا کرتی تھیں۔چلتے پھرتے رہنا انہیں کافی پسند تھا۔

"کتنی بار کہا ہے امی اب آپ کی عمر نہیں رہی یہ سارے کام کرنے والی۔اپنی ریسٹ پوری کیا کریں۔"وہ موقع ملتے ہی انہیں ٹوکنے لگے تو صفیہ مرزانے مسنوئی خفگی لئے انہیں دیکھا۔

"ہاں تم ڈانٹ لو پہلے۔ خود تو سارا دن باہر ہوتے ہو اور میں اپنی بوریت دور کرنے کے لئے کچھ کروں تو بگڑ جایا کرو۔" وہ ان کی ڈانٹ کا برا مان چکی تھی۔ ماں کو ایسے ناراض ہوتا دیکھ وہ مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کرتے انہیں دیکھے گئے۔

"اچھا اچھا امی۔۔ نہیں ڈانٹتا آپ کو۔ مجھے بس ایک خوش خبری دینی تھی۔"

"ارحم آرہا ہے؟؟" وہ فوراً ہی سیدھی ہوئیں۔

"ارحم کیوں آئے گا امی؟ ابھی تو گیا ہے وہ۔" ماں کو خوش ہوتا دیکھ وہ ٹوک کر بولے تو ان کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔

"پھر کہاں کی خوش خبری۔۔۔" صفیہ مرزا کا دل برا ہو گیا۔

"ارے امی۔۔ بات تو سن لیں۔" انہوں نے ماں کو دوبارہ اپنی طرف متوجہ کیا۔

"سلیم آرہا ہے کل اسلام آباد سے۔" انہوں نے اپنے پرانے دوست سلیم ملک کا ذکر کیا۔

www.novelsclubb.com

"سلیم؟؟" لمحے بھر کو تو انہیں یاد نہیں آیا لیکن پھر اچانک ہی ان کے دماغ میں گھنٹی بجی۔

"سلیم ملک؟ وہ جو سعودیہ ہوتا ہے اب؟" انہوں نے تصدیق چاہی تو اسد مرزا نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

"جی وہی سلیم ملک۔" دراصل سلیم ملک اسد مرزا کے بہت پرانے دوست رہ چکے ہیں۔ جب تک اسد مرزا اسلام آباد رہتے تھے ان لوگوں کا ایک دوسرے کے گھر کافی آنا جانا رہا تھا۔ دونوں کی دوستی کالج کے دنوں کی تھی۔ لیکن جب سلیم ملک سعودیہ چلے گئے تھے تب ان کا آپس میں کانٹیکٹ کافی کم ہو گیا تھا لیکن مکمل طور پہ ختم نہیں ہوا تھا۔ اور پھر یہ دوستی دوبارہ نئے سرے سے تب شروع ہوئی تھی جب سلیم ملک اپنی جاب کے بعد کچھ وقت کے لئے پاکستان آئے تھے۔

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" وہ واقعتاً خوش ہوئی تھیں۔ ان کی کافی جان پہچان رہ چکی تھی سلیم ملک اور ان کے گھر والوں سے۔

"کب آ رہا ہے وہ؟"

"کہہ رہا تھا کل دن کا کھانا ہمارے ساتھ ہی کھائے گا۔" انہوں نے صفیہ مرزا کو اگاہ کیا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ گئے۔

"میں کل اس سے آفس میں ملوں گا اور پھر ہم گھر ساتھ ہی آئیں گے۔ آپ یاد سے کھانے کا انتظام کر لیجئے گا۔" وہ بولتے ہوئے دروازے تک گئے۔

"ہاں ٹھیک ہے میں کر لوں گی۔" انہوں نے یقین دہانی کروائی۔ اسد مرزا دروازہ کھول کر باہر جانے والے تھے جب کچھ یاد آنے پہ پلٹے۔

"امی یہ حماد کدھر ہے؟ صبح سے نظر نہیں آیا۔"

"وہ سارا دن میرے ساتھ کام کرواتا رہا ہے۔ تمہارے آنے سے تھوڑی دیر پہلے ہی کمرے میں گیا تھا۔"

www.novelsclubb.com

"جی ٹھیک ہے۔" وہ دروازہ بند کر کے باہر جا چکے تھے۔ صفیہ مرزا دوبارہ لیٹ گئیں۔

☆☆☆☆☆

اگلے دن حلیمہ سے ملیشا کے ساتھ باہر جانے کی اجازت لیتے ہوئے وہ تیار ہو کر نیچے جا رہی تھی۔ آسمانی رنگ کی لمبی قمیز کے ساتھ سفید رنگ کا ٹراوزر پہنے۔ ڈوپٹہ مفلر کی صورت گردن میں ڈالے ساتھ ہی منہ پہ ماسک چڑھائے وہ نیچے والے پورشن آئی تھی۔ سیڑھیوں کے سامنے لاؤنج عبور کرتے ہوئے وہ دروازے تک جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آئرہ؟؟" اس کے تیز تیز چلتے قدموں کو بریک لگی۔ حسام ملک کی آواز پہ آئرہ ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟" وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ نا محسوس انداز میں دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

"اپنی دوست کے ساتھ۔"اس نے مختصر جواب دیااور مڑ کر چلنے لگی جب حسام اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔

"کیسے جاؤ گی؟"سادہ سی شلوار کمیز میں موجود حسام ملک اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ کر بولا تھا۔آئرہ اس کی نظروں کی تپش محسوس کرتی سامنے سے ہٹنے کے لئے سایڈ پہ ہوئی۔

"گاری بلوائی ہے۔۔اسی پہ جاؤں گی۔"

"تو میں چھوڑ آتا ہوں۔"آئرہ اس کی بات پہ نظریں تیکھی کر کے اسے دیکھنے لگی۔ وہ جتنی جلدی یہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔حسام اتنا ہی اسے لٹکا رہا تھا۔

"نہیں حسام بھائی میں خود چلی جاؤں گی۔"تیزی سے بولتے ہوئے وہ ایک سایڈ سے نکلی۔وہ ابھی مشکل سے تھوڑا ہی آگے گئی ہو گی کے حسام نے اس کا بازو اپنی گرفت میں پکڑ لیا۔

"میں لے جاتا ہوں نا تمہیں۔ کیا مسئلہ ہے؟" وہ اپنی طرف سے بڑے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا جیسے بتانا چاہ رہا ہو کہ میرے ہوتے ہوئے کسی اور کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ آئرہ نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر ایک نظر اس کے ہاتھوں کو جس سے اس نے آئرہ کا بازو پکڑا تھا۔ اگلے ہی پل اس نے زور سے اپنا بازو اس کے ہاتھ سے چھڑایا۔ پھر غصے سے اسے دیکھ وہ ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولی۔

"میں خود چلی جاؤں گی۔" بول کر وہ رکی نہیں لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے نکل گئی۔ پیچھے کھڑا احسام اسے جاتا دیکھتا رہا۔ جب وہ چلی گئی تو کندھے اچکاتا اندر چلا آیا۔

www.novelsclubb.com

"بہت جلدی نہیں آگئی تم؟" صفاء مال کے باہر کھڑی ملیشا نے اسے دیکھ کر طنزیہ سوال کیا تو آئرہ نے معصومیت سے اسے دیکھا۔

"صرف دس منٹ ہی تو لیٹ ہوئی ہوں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر مال کے اندر داخل ہوتے ہوئے بولی۔

"یہ تمہارے دس منٹ میرے گھڑی کے مطابق ہمیشہ پچیس منٹ کیسے ہو جاتے ہیں؟" دونوں اندر آتے ساتھ سیدھا لفٹ کی طرف گئیں۔

"کیونکہ تمہاری گھڑی خراب ہے۔" سادہ سا جواب دیتی وہ اسے لے کر سیدھا لنچ کورٹ گئی تھی۔ دونوں نے سب سے پہلے کھانے کا پلین کیا تھا اور پھر مال گھومنے کا۔

"ہاں بس میرا ہی سب کچھ خراب ہے۔"

"کوئی شک؟" دونوں اپنا اورڈر دینے کے بعد ایک ٹیبل پہ آ بیٹھیں۔ کھانے کے فوراً بعد وہ دونوں سب سے پہلے جیولری سٹالز کی طرف آئیں۔ ایک جیسی جیولری لینے کے چکر میں دونوں وہاں کافی دیر کھڑی رہیں۔

"یہ والی زیادہ اچھی ہے ملی۔" آئرہ نے ہاتھ میں ایک سیلور کا پینڈنٹ پکڑے ہوئے اس کے سامنے کیا جس میں ایک چھوٹا سا دل بنا تھا۔

"نہیں یہ والا۔ "ملیشا نے ایک موتیوں کی لڑی والا لوکٹ اس کے سامنے کیا۔ آئرہ نے اس دیکھ کر منہ بنایا اور سر نفی میں ہلایا۔

"نہیں نا میرے والا لیتے ہیں ابھی۔"

"یہ زیادہ پیارا ہے آئرہ۔" دونوں وہاں کھڑی بحث کرنے لگین۔ یہ بات تو پکی تھی کے دونوں کی پسند کبھی ایک جیسی نہیں ہوا کرتی تھی۔

"میم آپ دونوں لے لیں۔" سامنے کھڑے سیلزمین نے انہیں ایسے بحث میں دیکھا تو اپنا حل بتایا۔

"دونوں؟" آئرہ نے کچھ سوچتے ہوئے ملیشا کی طرف دیکھا تو ملیشا نے کندھے اچکائے جیسے کہہ رہی ہو تمہاری مرضی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے۔" اس نے ہامی بھر لی پھر ایک ایک سیٹ لیتی وہاں سے چلی آئیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ویسے ملیشا۔۔" چلتے ہوئے آئرہ نے کسی خیال کے تحت اسے پکارا۔ "ہم نے تو میچنگ نہیں لینا تھا؟"

ملیشا نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ "لینا تو۔۔۔" وہ بولتے بولتے یکدم رکی۔

"ہم نے میچنگ نہیں لیا؟" اسے احساس ہوا تو آئرہ سے پوچھا۔ آئرہ نے گردن نفی میں ہلائی۔

"کتنے کوئی جھلے ہیں ہم۔" اس نے سر پکڑ لیا۔

"چھوڑو۔ کہیں اور سے کچھ ایک جیسا لے لیں گے۔" آئرہ نے بات کو ہوا میں اڑایا۔

"ہوں ٹھیک ہی کہہ رہی ہو۔" اس نے بھی زیادہ کچھ کہنا ضروری نہ سمجھا۔

www.novelsclubb.com

"ہم یہاں کیا کر رہے ہیں شامی؟" شاہ میر کے پیچھے پیچھے مال کے اندر آتے ہوئے ارحم نے پوچھا تھا۔

"میں نے کچھ شاپنگ کرنی ہے تو سوچا تجھے بھی ساتھ ہی گھما لیا جائے۔" وہ اسے بتاتا ہوا سیدھا سیکنڈ فلور کی طرف بڑھا تھا۔ ارحم چہرے پہ بے زاری لئے اس کے ساتھ ہو لیا۔ اس کا ارادہ آج دن گھر گزارنے کا تھا لیکن شاہ میر سے اسکا آرام سے رہنا برداشت نہ ہوا تو اسے اپنے ساتھ لے آیا۔

وہ دونوں سیکنڈ فلور پہ تھیں جب آئرہ کو دور سے ہی ایک گفٹ شاپ نظر آئی۔

"ملی وو دیکھو!!!" وہ پرجوش سی بولی۔ پھر ملیشا کو کھینچنے کے سے انداز میں ساتھ لئے وہاں آ گئی۔

"یہاں کیا کرنا ہے آئرہ؟" ملیشا اس کو خوشی سے پھولتے دیکھ پوچھ اٹھی۔

"ارے دیکھو کتنی پیاری چیزیں ہے یہاں۔"

"اچھا دیکھاؤ۔" وہ بھی اس کے ساتھ ریکس میں پڑی مختلف قسم کی چیزیں دیکھنے لگی۔ آئرہ کے سامنے ایک بہت پیارا فوٹو فریم تھا۔

"یار ملی یہ چیک کرو۔" وہ اس کے سامنے وہ فوٹو فریم کیئے پوچھ رہی تھی۔

"اچھا ہے۔" ملیشا نے فریم کو دیکھ کر کہا۔

"بس اچھا؟"

"نہیں نہیں آئرہ بہت اچھا ہے۔" اس نے اپنے الفاظ تبدیل کیئے۔

"رہنے دو۔" آئرہ نے فریم واپس رکھ دیا پھر چل کر دوسری طرف آئی۔

"یہ کیسا ہے؟" اس بار ملیشا نے اس کے سامنے ایک گھڑی کی۔

"یہ تو واقع پیاری ہے۔" آئرہ کو وہ سنہرے رنگ کی گھڑی سچ میں کافی پسند آئی۔ اس نے اسے پہن کر دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"کیسی لگ رہی ہے؟" کلائی ملیشا کے سامنے کرتے ہوئے سوال کیا تو ملیشا نے اسے سراہا تھا۔

"ایسی اور ہے؟"

"ہاں یہ رہی۔" ملیشا نے بالکل ویسی ہی ایک گھڑی اس کے سامنے کی۔

"چلو یہ لیتے ہیں۔" اس کی بات پہ ملی نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔ اور دونوں وہ لیتی وہاں سے باہر آگئیں۔

"اب؟؟" ملیشا نے نکلتے ہی پوچھا۔

"میں نے ھادی کا پسندیدہ پرفیوم لینا تھا۔ وہ سامنے ہی وہ شاپ ہے۔ وہاں سے لیں؟" اسے یاد تھا آنے سے پہلے ھادی نے اسے باقاعدہ تاقید کی تھی کے وہ اس کا پرفیوم لے کر آئے۔

"چلو پھر۔" ملیشا اس کے ساتھ چل دی۔

www.novelsclubb.com

ارحم اور شاہ میر اس وقت ایک دو شرٹس لے کر پرفیوم ریک کے سامنے کھڑے تھے۔شاہ میر باری باری سب کی سینٹ چیک کر رہا تھا جبکہ ارحم اسے وہاں چھوڑ شاپ کے دوسری طرف چلا آیا جہاں بیٹھنے کے لئے جگہ بنی ہوئی تھی۔اس نے اپنی تو شاپنگ کرنی نہیں تھی تو وہاں بیٹھ کر موبائل استعمال کرنے لگا۔

"اوئے راموکاکا یہ کیسی ہے؟"شاہ میر ارحم سے پوچھنے کے لئے پلٹا جب اپنے ساتھ ایک لڑکی کو کھڑا دیکھ ٹھٹھک گیا۔

"ایکسیوزمی؟"آئرہ نے اس کے "راموکاکا" پہ کچھ عجیب نظروں سے اسے دیکھا۔

"اوآئم سو سوری۔"وہ گڑبڑا گیا۔پھر پرفیوم واپس اپنی جگہ پہ رکھ کر وہاں سے ہٹ گیا۔

"کیا ہوا ایسے کیوں کھڑی ہو۔" پیچھے سے آتی ملیشا نے آئرہ کو سامنے کھڑے دیکھ کر پوچھا تو اس کی بات پہ وہ اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ارے نہیں کچھ نہیں۔" ملیشا واشروم تک گئی تھی اس لئے تھوڑا لیٹ آئی۔ آئرہ سر جھٹکتی دوبارہ اپنے سامنے موجود پرفیومز کی طرف متوجہ ہوئی۔ پھر ھادی کے بتائے گئے برینڈ کا پرفیوم اٹھاتی وہ کاؤنٹر تک چلی آئی۔

"تو ادھر کیوں آگیا۔" شاہ میر اس کے سر پہ آکر کھڑا ہو گیا۔ ارحم نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔

"بور ہو رہا تھا اس لئے۔ تو نے شاپنگ کرلی؟" وہ سمجھا شاہ میر اسے چلنے کے لئے بلانے آیا ہے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کیا خاک کرلی۔۔۔ابھی تجھے اپنے ساتھ کھڑا سمجھ کر ایک لڑکی کو راموکا کا بول رہا تھا۔"اس نے سوچ کر ہی جھڑ جھڑی لی تو پاس کھڑا ارحم ہنس پڑا۔

"اس نے تو تجھے ایک لگاہی دی ہو گی نہیں؟"وہ محضوظ ہوا۔

"جی نہیں۔ مینرز ہیں مجھ میں۔ فوراًہی معذرت کرلی تھی میں نے۔"

"اچھا اب کرلی تو اچھی بات ہے۔ لیکن اب بس چل نا میں بور ہو رہا ہوں۔"شاہ میر نے اس گھورا لیکن اس کی شکل دیکھ کر اسے بھی ترس آہی گیا۔

"اچھا چل ان شرٹس کا بِل تو بنوالیں پہلے۔"وہ اسے لے کر کاؤنٹر تک آیا۔ان کے پہنچتے ہی وہاں سے دو لوگ ابھی ہٹے تھے۔شاہ میر نے وہ شرٹس سامنے کی۔ کاؤنٹر پہ کھڑے لڑکے نے اس کی شرٹس لینے سے پہلے باہر جاتے کسٹمرز کو دیکھا پھر اونچی سی آواز لگائی۔

"ایکسکیوز می میم !!! میم آپ کا بیگ !!" وہ آوازیں دیتا انہیں بلا رہا تھا جو شاپ سے باہر جا چکی تھیں۔ شاہ میر نے اس کی یہ حرکت دیکھی تو پوچھنے لگا۔

"کیا ہوا سر؟"

"کچھ نہیں وہ مِس اپنا بیگ بھول گئی ہیں۔" اس نے کاؤنٹر پہ پڑا نیوی بلیو بیگ انہیں دیکھایا۔ ساتھ کھڑا ارحم بھی اس کی بات سن رہا تھا۔

"آپ اس کا بل بنائیں۔ میں انہیں ان کا بیگ دے آتا ہوں۔" ارحم نے کاؤنٹر سے بیگ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کی بات پہ سامنے کھڑے لڑکے نے اس کا شکریا ادا کیا۔

"ان کے ساتھ بلیک گاؤن میں بھی ایک لڑکی ہوگی۔" اس نے نشانی بتائی تو ارحم سر ہلاتا شاپ سے باہر آگیا۔ باہر آتے ہی اس نے ارد گرد نظریں دوڑائیں۔ پھر ذرا فاصلے پہ جاتی دو لڑکیوں کو دیکھ کر وہ رکا۔ ان میں سے ایک نے گاؤن پہنا تھا۔ ارحم تیز تیز قدم چلتا ان کی طرف بڑھا۔

"سنیں مِس!!" آواز پہ آئرہ اور ملیشا رکیں پھر پلٹ کر اپنے پیچھے آتے جینز شرٹ میں ملبوس ایک لڑکے کو دیکھا۔

"یہ ہمیں بلا رہا ہے؟" ملیشا نے اس سے سوال کیا تو آئرہ نے "مجھے کیا پتہ" والی نظروں سے اسے دیکھا۔ اگلے ہی پل ارحم ان کے سامنے تھا۔

"مِس آپ کا بیگ۔" اس نے آئرہ کا بیگ اس کے سامنے کیا تو آئرہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں۔

"اوشوٹ! میں بیگ بھول کے جا رہی تھی!!" ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے بیگ لیتی وہ چیخنے کے سے انداز میں بولی۔

"اور میں ابھی یہی سوچ رہی تھی کے ایسا کیسے ہو سکتا ہے ہم کہیں آئے اور تم کچھ بھولو نہیں۔" ملیشا نے اسے دیکھ کر سرگوشی میں کہا۔ آئرہ نے اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورا۔ پھر اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"تھینک یو سوچ مسٹر۔"اس کا شکریہ ادا کرتی وہ پلٹنے لگی جب ایک آواز پہ رکی۔

"اوئے راموکاکاچل۔"شاہ میر بھاگا بھاگا ارحم کی طرف آیا تھا جب اپنے سامنے کھڑے دو لوگوں کو دیکھ ٹھٹھکا۔آئرہ نے پلٹ کر اسے دیکھا۔شاہ میر کا منہ کھل گیا۔

"نہیں نہیں مِس آپ کو نہیں کہا سچی !!"وہ سامنے کھڑی آئرہ کو دیکھ گڑ بڑا گیا۔ کہیں وہ پھر غلط نہ سمجھ لے۔اس نے دل میں سوچا پھر جیسے مدد کے لئے ارحم کو دیکھا جو بنا پلک جھپکائے ان سبز آنکھوں میں کھو سا گیا تھا۔

"پہلی بار میں غلطی ہو سکتی ہے لیکن یہ آپ نے دوسری بار مجھے اس نام سے پکارا ہے۔"وہ مشکوک نظریں شاہ میر پہ جمائے بولی۔

"نہیں مِس سچی میں تو اسے۔۔۔"اس نے ارحم کی طرف اشارہ کیا جو بت بنا کھڑا تھا۔"۔۔۔کہہ رہا تھا۔"اس کی بات پہ آئرہ نے بھی ارحم کو دیکھا جو بغور اپنی بادامی

نظریں اس پہ جمائے کھڑا تھا۔آئرہ کی سبز آنکھیں اس کی بادامی آنکھوں سے ٹکرائی تو اسے ان آنکھوں میں شناسائی ابھرتی نظر آئی۔

"اوے رامو۔۔میرا مطلب ارحم!!"شاہ میر نے اس کو شانوں سے پکڑ کر ہلایا تو وہ جیسے کسی ٹرانس سے باہر آیا تھا۔

"کیا۔۔"وہ ایکدم بولا۔

"انہیں بتا میں تمہیں اس نام سے بلا رہا تھا۔"شاہ میر نے آئرہ کی طرف دیکھ کر کہا تو ارحم نے بے دھیانی میں سر ہلا دیا۔اسے پتہ نہیں تھا کہ بات کیا ہو رہی ہے۔وہ تو جیسے کسی اور ہی دنیا میں جا پہنچا تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن اگلی بار ایسے راہ چلتے کسی کو بھی ان اوٹ پٹانگ ناموں سے بلانے سے گریز کیجئے گا۔"آئرہ یہ کہہ کر رکی نہیں۔ملیشا کا ہاتھ تھامے وہ وہاں سے چل پڑی۔اسے وہ بادامی آنکھوں والے لڑکے کی نظریں چبھ سی رہی تھیں۔

"کیا ہوا آئرہ؟"ملیشا نے اسے سوچ میں غرق دیکھ سوال کیا۔

"مجھے لگ رہا ہے میں نے اس لڑکے کو کہیں دیکھا ہے۔"اس کا اشارہ شاہ میر کی طرف تھا۔

"کس لڑکے کو؟"

"وہ گھنگرالے بالوں والا۔ جو مجھے رامو کاکا کہہ رہا تھا۔"

"کم آن آئرہ وہ تمیں نہیں کہہ رہا تھا۔"ملیشا نے اسے جیسے یاد کرایا۔

"جسے بھی کہا تھا۔ لیکن میں نے اسے کہیں دیکھا ہے۔ بس یاد نہیں آرہا۔"

"کہیں دیکھا ہو گا یار۔ روز اتنے لوگوں سے سامنا ہوتا ہے تو اسے بھی کہیں دیکھا ہی ہو گا۔"ملیشا نے بات کو ہوا میں اُڑایا اور دونوں چلتی ہوئی مال سے باہر نکل آئی تھیں۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ایسے کیوں کھڑا ہے؟؟" شاہ میر نے اپنے ساتھ کھڑے ارحم کو دیکھ کر سوال کیا جو بدستور اسی جگہ دیکھ رہا تھا جہاں سے وہ دونوں ابھی گئی تھیں۔

"میں نے انہیں کہیں دیکھا ہے۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے اس طرف اشارہ کیا۔ شاہ میر نے حیرت سے اسے دیکھا۔

"کسے؟؟"

"ان آنکھوں کو۔۔۔" وہ دھیمے سے لہجے میں بولا۔

"آنکھوں کو؟؟" شاہ میر نے کچھ الجھن سے اسے دیکھا۔

"ہاں وہ سبز آنکھیں۔۔ وہ مجھے بہت جانی پہچانی لگی ہیں جیسے اُس کی۔۔۔" وہ بولتے بولتے خاموش ہو گیا۔

"اس کی کس کی؟"

"کچھ نہیں۔" ارحم اچانک ہی سیدھا ہوا۔

"کیا ہوا ہے ارحم کس کی بات کر رہا ہے تو؟" شاہ میر کو اس کا ردِ عمل کچھ خاص سمجھ نہیں آیا۔

"تمہیں وہ لڑکی کسی سے ملتی جلتی نہیں لگی؟" اب کی بار ارحم نے اسے دیکھ کر سوال کیا۔

"وہ نیلے کپڑوں والی؟" اس نے تصدیق چاہی۔ ارحم نے سر کو ہاں میں ہلایا۔

"نہیں مجھے تو نہیں لگی وہ کسی سے ملتی جلتی۔"

"لیکن پھر مجھے کیوں وہ اُس جیسی لگی۔" اس نے اتنی آہستہ آواز میں سوال کیا تھا کے اسے خود بھی سنائی نہ دیا۔

"چل نا دیر ہو رہی۔" شاہ میر نے بھی اس کی آواز نہیں سنی تھی اس لئے اسے چلنے کا کہنے لگا۔ وہ دونوں بھی مال سے باہر جانے لگے لیکن ارحم کا دماغ ابھی بھی اس ایک جگہ اڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسے وہ چہرہ اتنا اپنا سا کیوں لگا تھا؟ آئرہ نے چہرے پہ ماسک پہن رکھا تھا جس وجہ سے وہ اسے صحیح سے نہیں دیکھ سکا لیکن پھر بھی وہ آنکھیں؟ وہ اسے اُس کی یاد کیوں دلا رہی تھیں جس سے اس لڑکی کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تھا؟ کچھ عجیب سے احساسات سے دوچار ہوتا وہ سوچ گیا۔

ان آنکھوں سے شناسائی اسے کیسے کیسے راستوں سے گزارنے والی تھی۔۔۔ یہ تو وقت ہی بتا سکتا ہے۔۔۔

☆☆☆☆☆

(جاری ہے)

www.novelsclubb.com